سعدیہ عابد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سعدیہ عابد

''دولہا کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔'' شادی ہال سے گاڑیاں آگے پیچھے نکلی تھیں سب سے آگے دولہا کی گاڑی تھی جو حادثہ کا شکار ہو گئی تھی، ایک افراتفری سی مچ گئی تھی، موٹر سائیکلوں پر سوار نوجوان رشتہ دار گاڑی کی طرف بھاگے تھے، کوسٹر میں ایک دم ہی کہرام مچ گیا تھا، جیسے تیسے زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا گیا تھا، ہاسپٹل میں بھی معمول سے زیادہ رش لگ گیا تھا، کچھ مہمان گھر جانے کے بجائے ہاسپٹل چلے آئے تھے، دولہا کی کار میں کل پانچ افراد تھے، دولہا جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا، دولہا کا دوست جو گاڑی چلا رہا تھا جبکہ پچھلی سیٹ پر دلہن کے ساتھ دولہا کی بہن اور بھابھی موجود تھیں، تینوں خواتین کو معمولی چوٹیں آئی تھیں جبکہ دولہا اور دولہے کے دوست آئی سی یو میں تھے، جس کی غلطی کے باعث دولہا کی گاڑی حادثہ کا شکار ہوئی تھی وہ گاڑی بہت تیز ی

ناولٹ

میں آگے بڑھ گئی تھی، سب ہی پریشان تھے اور دولہا اور اس کے دوست کی زندگی کی دعائیں مانگ رہے تھے، دلہن کے ماتھے پر پٹی بندھی تھی اور وہ ویٹنگ روم میں ہراساں چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی، چند گھنٹے قبل ہی تو اس کے تن پر ارمانوں بھرا سرخ جوڑا سجا تھا، کتنے خواب دیکھے تھے اور یکدم اس کے سارے ارمان بکھر گئے تھے، وہ بینچ پر آنے والے وقت سے ہراساں بیٹھی تھی، دلہن کے میکے میں اطلاع کر دی گئی تھی اس کے ماں باپ ہاسپٹل پہنچ گئے تھے، دلہن ماں کے کاندھے سے لگی بلک اٹھی تھی، آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا سب ڈاکٹر کی طرف لپکے تھے، ڈاکٹر نے دولہا کے دوست کی نئی زندگی کی نوید دی تھی اور اسے پرائیوٹ روم میں شفٹ کرنے کی نوید سناتا آگے بڑھ گیا تھا، دوسرے پیشنٹ کے متعلق ڈاکٹرز ابھی کچھ کہنے سے قاطر تھے، فجر کی اذانیں ہونے

لگی تھیں اور موذن کی صدا ''اللہ اکبر'' کے ساتھ ہی آئی سی یو کا دروازہ کھلا تھا۔

''آئی ایم سوری، ہم آپ کے پیشنٹ کو نہیں بچا سکے۔'' ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتا آگے بڑھ گیا تھا، دلہن بکھر گئی تھی، دولہا کی ماں کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا وہ دھاڑیں مار رہی تھی، بہن اور بھائیوں کا بھی برا حال تھا، وہ سرخ جوڑے میں سجی سنوری چاند سی دلہن تیورا کر زمین پر آ رہی تھی، اس کی خوشیوں کو گرہن لگ گیا تھا، وہ سہاگ کی خوشبو محسوس کیے بناء ہی چند گھنٹے قمبر عالم کی منکوحہ رہنے کے بعد بیوہ ہو گئی تھی، قسمت کی اس ستم ظریفی پر ہر آنکھ اشکبار تھی، چند گھنٹے قبل اس نے سرخ جوڑا پہنا تھا، قمبر عالم کے ساتھ ہی اس کے تن پر بھی سفید جوڑا سجا دیا گیا تھا، سرخ ارمانوں بھری چوڑیاں باز اتار لی گئی تھیں، سرخ بیل بوٹوں سے سجے ہاتھ سیاہ لکیروں میں الجھے ایسے سیاہ بخت، سبز قدم بنا گئے تھے، جس گھر کی دہلیز کو اس سے قمبر عالم کی بیوی کی حیثیت سے عبور کی تھی، آہیں تھیں، کراہیں تھیں، زندگی ختم ہو گئی تھی باقی صرف زندگی کے جھمیلے رہ گئے تھے، واری صدقے جانے والی ساس منحوس کہہ کر دھتکار گئی تھیں، خاندان بھر میں الگ چہ مہ گوئیاں ہو رہی تھیں، وہ قمبر عالم کے مردہ چہرے کو دیکھ کر سسک رہی تھی کانوں میں اس زندہ شخص کی آواز تھی۔

''تم مجھ سے ہر وقت لڑتی رہتی ہو پری۔'' جھنجلا کر کہا گیا تھا۔

''آپ باتیں ہی ایسی کرتے ہیں۔'' وہ جھینپ کر بولی تھی۔

''کیسی باتیں کرتا ہوں، چند رومانوی جملوں پر تم آئیں بائیں شائیں کرنے لگتی ہو، ہر رات لڑتے ہوئے ہی گزرتی ہے، یوں ہی چلاتا ہے تو میں تمہیں کال کرنا چھوڑ دوں گا۔'' شرارت سے کہتے ہوئے بات کے اختتام تک دھمکی لگائی تھی۔

''یہی مناسب ہے آپ مجھے کال کرنا چھوڑ دیں۔'' وہ سرخ پڑتی منمنائی تھی۔

''تمہاری ان باتوں سے تو لگتا ہے ہماری شباب زماف بھی لڑتے ہوئے ہی گزرے گی۔'' وہ قدرے جھنجلا کر بولا تھا۔

''آپ کی یہی فضول گوئی مجھے لائن ڈراپ کرنے پر مجبور کرتی ہے اور آپ پھر خفا ہوتے ہیں کہ میں بات نہیں کرتی۔'' وہ سرخ پڑتی منمنائی تھی اور وہ زبردست قہقہہ لگا گیا تھا۔

''تم بس لائن مت کاٹا کرو، لائن پر رہا کرو یار کہ میرا تو بس یہی ماننا ہے کہ لڑن رات ہو وچھڑن رات نہ ہو۔'' نہایت شوخی سے دو معنی لہجہ میں کہا گیا تھا، پر یہاں کی ہچکیاں بلند ہو گئی تھیں۔

''کلمہ شہادت'' کی صدا بلند ہوئی تھی اور وہ خیالوں سے باہر نکل آئی تھی، جس کی ڈولی میں بیٹھ کر آئی تھی اس کا ڈولا رخت سفر باندھ چکا تھا، فضا میں آہوں کراہوں سسکیوں کی آواز میں بلند ہوتی ''کلمہ شہادت'' کی صدا پر وہ جنازے کے پیچھے لپکی تھی اسے چند خواتین نے پکڑ لیا تھا۔

''میں تو بس یہی چاہتا ہوں پری کہ تم مجھ سے لڑتی رہا کرو کہ لڑنے میں بھی زندگی کے رنگ ہیں، پیار کی کھلکھلاہٹیں ہیں، میں تو بس تم سے بچھڑنے سے ڈرتا ہوں۔'' جنازہ گھر کی دہلیز سے پار نکلا تھا کانوں میں قمبر عالم کا لہجہ گونجا تھا۔

''قمبر......!'' وہ چیخی، زمین بوس ہوئی اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

☆☆☆

اسفر عالم کا تعلق متوسط طبقے سے تھا، تین

بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے، تینوں بہنیں شادی شدہ تھیں، دو ملک سے باہر تھیں اور ایک یہی کراچی میں مقیم تھی، اسفر عالم کی شادی ان کی خالہ زاد نورین سے ہوئی تھی، ان کے دو بیٹے احمر عالم اور قمبر عالم تھے اور ایک ہی بیٹی سامعیہ تھی، احمر عالم سب سے بڑا تھا اس کی شادی ہو گئی تھی، ایک بیٹا جو کہ ڈھائی سال کا تھا، قمبر عالم کا دوسرا نمبر تھا اس نے انجینئرنگ کی ڈگری لی تھی اور ملٹی نیشنل کمپنی میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا، بھائیوں سے چھوٹی سامعیہ انٹر کی طالبہ تھی۔

اسفر عالم کا اپنا کپڑے کا کاروبار تھا، احمر عالم نے محض انٹر تک تعلیم حاصل کر کے کاروبار میں باپ کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا تھا اور اس کی مناسب وقت پر شادی بھی کر دی گئی تھی ان کا گھرانا کافی خوشحال تھا، انہیں کسی قسم کی تنگی نہ تھی اور دلوں میں رشتوں کا احساس اور محبت الگ جاوداں تھی۔

قمبر عالم کو اپنی پھپھوزاد پریہان احمد سے بے حد محبت تھی، محبت تو پریہان کو بھی قمبر سے بے پناہ تھی، پریہان اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی، احمد علی کالج میں لیکچرار تھے اور ان کی اہلیہ مہرین ایک گھریلو خاتون تھیں، دونوں بچوں کی رضا مندی دیکھتے ہوئے ان کی شادی طے کر دی گئی تھی، دونوں ہی بہت خوش تھے، پریہان نے گریجویٹ کیا تھا، ایم اے کا ارادہ تھا جو قمبر کے آناً فاناً شادی کی تاریخ فکس کروا لینے کے باعث ارادہ ہی رہ گیا تھا، دونوں گھرانوں میں شادی کی تیاریاں بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھیں، پریہان ایک سادہ مزاج کی نہایت سنجیدہ لڑکی تھی، جبکہ قمبر شوخ و بذلہ سنج نوجوان تھا، جس کے دم سے اس کے گھر میں رونق تھی اور وہ پریہان کو بھی تنگ کرتا تھا اور شادی کی تاریخ طے ہو جانے کے بعد تو اس کی شوخی کئی گناہ بڑھ گئی تھی اس کے اندر کا رومان پرور قمبر عالم پوری طرح بیدار ہو گیا تھا، وہ روز رات گئے پریہان کو کال کرتا تھا اسے چھیڑتا تھا وہ تنگ آ کر زچ ہو کر شرمائی، لجائی لائن ہی ڈراپ کر دیتی تھی وہ لگا تار میسجز سینڈ کرنا شروع کر دیتا تھا ہر میسج میں مستقبل کے خواب رومانوی شاعری وہ تو بس قمبر کے اس روپ سے ہی گھبراتی رہتی تھی اور مایوں کی شب کتنی حسین تھی ہر طرف بکھرے رنگ، ابٹن اور مہندی کی مہک اور پر سے سب سے نظر بچا کر قمبر کے شوخ جملے وہ اپنی قسمت پر نازاں ہوئی جا رہی تھی، تقریب کے اختتام سے محض آدھا گھنٹہ بعد اس کی کال آ گئی تھی، پریہان نے ریسیو نہیں کی تھی لگاتار میسج آنے لگے تھے اس نے کال ریسیو کر لی تھی، وہ اس سے لڑنے لگا تھا اس کے شوخ جملے پریہان کو گھبراہٹ میں مبتلا کر رہے تھے مگر قمبر کا بھی اپنا ہی انداز تھا، وہ اس سے لڑتا، اسے مناتا مستقبل کے خواب سجا رہا تھا، پریہان کہتی ہی رہ گئی تھی کہ کل شادی ہے یوں بات کرنا بھی مناسب نہیں، مگر وہ کہاں اس کی سن رہا تھا، اس کا بس یہی کہنا تھا ''لڑن رات ہو وچھڑن رات نہ ہو'' وہ اس سے کہہ رہا تھا اسے جتنا لڑنا ہو لڑے، اپنے دل کی بات اسے بتائے، کہ وہ اپنی محبت میں ذرا بھی دوری برداشت نہیں کر سکتا، قمبر کے محبت بھرے جملوں پر وہ حیاء سے سرخ پڑتی خوش تھی اپنی آنے والی زندگی سے مطمئن تھی۔

☆☆☆

شادی کے دن کا سورج طلوع ہوا تھا، ہر طرف گہما گہمی تھی، رنگ برنگے ملبوسات، چوڑیاں، مہندی کی خوشبو لٹاتے ہاتھ، مسکراہٹیں، کھلکھلاہٹیں، تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا، قاضی صاحب نے نکاح کی کاروائی ہوئی، وہ

شرعی طور پر ایک دوسرے کو قبول کر گئے تھے پریہان احمد نکاح کے تین بولوں سے پریہان قمبر بن گئی تھی وہ دونوں بہت خوش تھے، رخصتی کے وقت وہ ماں باپ سے بچھڑنے کے فطری احساس کے تحت بہت روئی تھی، وہ ماں باپ اور کئی ایک رشتہ داروں کی دعاؤں کے سائے میں قمبر عالم کے ساتھ رخصت ہو گئی تھی، کا [illegible] رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی کہ رونگ [illegible] سے بے حد تیز رفتار کار ان کے کار سے ٹکرا [illegible]، فضا میں چیخوں کی آواز بلند ہوئی تھی، ان دونوں کو ہی اندازہ نہ تھا کہ قسمت ان کے ساتھ یہ کرنے والی ہے عین وصل کی رات رہ بچھڑ جائیں گے، قمبر عالم جو پریہان سے بچھڑنے سے ڈرتا تھا وہ زندگی سے ہی بچھڑ گیا تھا، وہ تو دنیا سے ہی چلا گیا تھا اور اس کی زندگی کے ساتھ ہی پریہان کی زندگی بھی جیسے ختم ہو گئی تھی، ایک قبر میں اتر گیا تھا اور ایک زندہ درگور ہو گئی تھی۔

☆☆☆

''اشھل! کیا ہوا ہے تم اتنے ڈرے ہوئے کیوں ہو؟'' وہ جو کافی دیر سے لان میں بے قراری سے ٹہلتا چھوٹے بھائی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا جب وہ آیا تھا تو اس کے حسین چہرے پر ہراس اور ماتھے پر شبنمی قطرے دیکھ کر وہ بے قراری سے سوال کر گیا تھا اور اس کے سوال کے جواب میں اشھل گردیزی نے جو کچھ کہا تھا وہ سن کر اسجل گردیزی اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

''بھیا! میری کار سے ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔'' لمحہ بھر کو تو اسجل گردیزی کچھ سمجھ ہی نہیں پایا تھا اور جیسے ہی حواس کام کرنے لگے تھے وہ اس سے تفصیل پوچھ گیا تھا اور وہ بات کر ہی رہے تھے کہ بیل بجی تھی اور پولیس اہلکار داخل ہو گئے تھے،

اسجل گردیزی کے ایک اشارے پر اشھل اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

''ہم معذرت خواہاں ہیں گردیزی صاحب اتنی رات میں آپ کو ڈسٹرب کرنے کے لئے لیکن ہماری مجبوری تھی۔'' ایس پی ندیم عباس نے اسجل گردیزی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تھا۔

''اب تو آپ پریشان کر چکے ہیں ایس پی ندیم۔'' اس کا سرد لہجہ ایس پی کو خواہ مخواہ میں شرمندہ کر گیا تھا۔

''اشھل گردیزی کی کار سے ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔'' ایس پی نے کہنا چاہا تھا۔

''کیا ثبوت ہے آپ کے پاس۔'' اسجل گردیزی نے بات قطع کر دی تھی اور ایس پی نے تمام تفصیل سے اسجل گردیزی کو آگاہ کر دیا تھا، کسی نے نہایت سمجھداری کا ثبوت دے کر اشھل گردیزی کی کار کا پیچھا کر کے گاڑی کا نمبر نوٹ کر لیا تھا اور جس وقت قمبر عالم کو آئی سی یو میں شفٹ کیا گیا تھا، پولیس کیس کہہ کر پولیس کو اطلاع کر دی گئی تھی، ضروری کارروائی کے بعد وہ گردیزی مینشن چلے آئے تھے۔

''دیکھو ایس پی! ایکسیڈنٹ اشھل کی کار سے ہی ہوا ہے مگر تم اس بات کو یہی دبا دو۔'' اسجل گردیزی نے بلا چوں چرا اپنے بھائی کا جرم قبول کیا تھا کہ وہ اپنی طاقت سے بہ خوبی واقف تھا۔

''لیکن گردیزی صاحب!''

''لیکن ویکن کچھ نہیں ایس پی ندیم! راتوں رات کار کی نمبر پلیٹ چینج ہو جائے گی، باقی جو ثبوت اشھل کے خلاف جائیں انہیں مٹانا آپ کا کام ہے۔'' وہ ایس پی ندیم کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر فیصلہ سنا گیا تھا۔

''اب آپ جا سکتے ہیں، یہ میرے آرام کا ٹائم ہے آپ پہلے ہی بہت میرے آرام میں خلل

ڈال چکے ہیں شب بخیر۔'' وہ اپنے مخصوص سرد انداز میں کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا لان عبور کر گیا تھا اور ایس پی ندیم کے وہاں ٹھہرنے کا جواز ہی ختم ہو گیا تھا وہ وہاں سے نکلا تھا اور وہی کیا تھا جو اسے کرنے کو اکمل گردیزی نے کہا تا، اکمل گردیزی بھائی کے کمرے میں آ گیا تھا اسے چند دن گھر سے نکلنے اور دوستوں سے ٹیلی فونک رابطہ نہ کرنے سے منع کر دیا تھا اور اپنے کمرے میں آ گیا تھا، اکمل گردیزی کا اپنا لیدر کا بزنس تھا، یہ دو بھائی تھے، والدین وفات پا چکے تھے، اکمل گردیزی کی عمر لگ بھگ چھتیس سال تھی اس نے اب تک شادی نہیں کی تھی، اشمل یونیورسٹی کا طالب علم تھا، اکمل گردیزی مجموعی طور پر ایک اچھا انسان تھا مگر وہیں تک جہاں تک اس کے اپنے مفادات کو ٹھیس نہیں پہنچتی تھی اور سب سے بڑھ کر اس کی جان اس کا بھائی اشمل گردیزی محفوظ ہوتا تھا، وہ بھائی کے لئے کچھ بھی کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتا تھا، اکمل گردیزی کے لئے اگر زندگی کا کوئی مقصد تھا، جس کے لئے وہ جی رہا تھا تو وہ اشمل گردیزی تھا، اشمل کی ہر جائز و ناجائز خواہش کو پورا کرنا، اس کی غلطیوں پر پردہ ڈالنا اکمل گردیزی کے بائیں ہاتھ کا کمال تھا، اس کا ذہن بہت کچھ سوچ رہا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ایکسیڈنٹ کا کیس دبانا اتنا آسان نہیں ہوگا اور صبح ہوتے ہی اسے قمبر عالم کی موت کی خبر مل گئی تھی، اب اس کیس کو بند رکھنا اس کے لئے مشکل تھا، مگر ناممکن نہیں اس نے اپنے تمام تعلقات استعمال کر کے اس کیس کو با آسانی دبا یا تھا، اس نے قانون کی جیبیں گرم کر دی تھیں اور کسی بھی قسم کی خراب صورتحال سے بچنے کے لئے اشمل گردیزی کو ملک سے باہر بھیج دیا تھا، یکدم ہونے والی ہلچل ایکدم ہی سکوت کا شکار ہو گئی تھی، اس نے اپنے ذرائع اپنی طاقت کو استعمال کر کے اپنے بھائی کو بچا لیا تھا، اس نے یہ تک سوچنے کی زحمت نہیں کی تھی کہ اس کے بھائی کی غلطی کی وجہ سے اس کے بھائی کی لاپرواہی کی وجہ سے جو نوجوان زندگی کی بازی ہار گیا اس کے اپنوں پر کیا بیت رہی ہے، اس نوجوان کی جواں موت پر اس کی ماں اور باپ کا کیا حال ہے، بہن کیسے آنسو روک رہی ہے اور وہ لڑکی جو چند گھنٹوں بعد ہی بیوہ ہو گئی اس کا کیا ہوگا، وہ اپنی خوشیوں کو اپنے بھائی کی زندگی کو طاقت اور پیسے کے بل پر خریدتا قمبر عالم کے گھرانے کے لئے اداسیاں اور موت خرید چکا تھا۔

☆☆☆

''پلیز مامی! مجھے اس گھر سے نہ نکالیں، یہ میرے شوہر کا گھر ہے۔'' قمبر عالم کا سوئم ہو گیا تھا جو رشتہ دار باہر شہروں سے آئے ہوئے تھے وہ شادی کے ہنگاموں کی جگہ موت کا سناٹا برداشت کرتے ولیمہ کی جگہ قمبر عالم کے جنازے وسوئم کا کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے، اب گھر میں صرف گھر والے ہی رہ گئے تھے، قمبر عالم کی ماں نوین عالم نے پریہان کو اس گھر سے چلے جانے کو کہہ دیا تھا اور اس کے اصرار پر باقاعدہ دفعہ ہو جانے کا کہہ گئی تھیں، بس کسر دھکے مار کر نکالنے کی رہ گئی تھی اور وہ مامی کے پیر جکڑتی سسک اٹھی تھی۔

''شوہر کا گھر، کس شوہر کے گھر کی بات کر رہی ہو، تم پریہان جسے تم ایک رات میں ہی کھا گئیں تمہارے سیاہ بخت میرے جواں جہان بیٹے کو موت کے منہ میں لے گئے۔'' وہ اسے دھتکار کر پیچھے ہٹ گئی تھیں۔

''ہوش سے کام لو نورین۔'' وہ بھانجی کی درگت بنتے تو دیکھ ہی رہے تھے، مگر بیوی کے

ناشکری کے مظہیر الفاظ سن نہیں پائے تھے۔

"کیا غلط کہہ دیا ہے میں نے اسفر! یہ منحوس میرے بیٹے کو کھا گئی۔" وہ اس کو نفرت سے دیکھتیں شوہر سے بولیں تھیں۔

"کفر نہ بولو نورین! ہر کام میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے، قمبر کی زندگی ہی اتنی تھی۔" وہ بیوی کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"آپ کچھ بھی کہیں میں اس کا وجود اپنے گھر میں برداشت نہیں کرسکتی۔" وہ دھیمی پڑ گئی تھیں مگر فیصلہ نہیں بدلا تھا۔

"جہالت کی باتیں نہ کرو نورین، زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس بچی کا کیا قصور جو چند گھنٹوں بعد ہی بیوہ ہوگئی، اس کے سر پر ہاتھ رکھنے کے بجائے تم اسے لعنت ملامت کر رہی ہو، کچھ تو خدا کا خوف کرو۔" اسفر عالم بالکل بھی دھیمے نہیں پڑے تھے، بیوی کو سخت سنا گئے تھے ان کو ان کی غلطی کا احساس دلا گئے تھے اور ان کے رونے میں یکدم ہی شدت آگئی تھی انہوں نے آگے بڑھ کر بیوی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"قمبر کو جانتی ہو نا پریہان سے کتنی محبت تھی، تم اس کے ساتھ ایسا سلوک کروگی تو اس کی روح بے چین ہوگی، مرنے والوں سے زیادہ مرنے والوں سے راستہ لوگوں کا خیال کرنا پڑتا ہے نورین۔" وہ دھیمے دھیمے بیوی کو سمجھا رہے تھے کچھ کہنے کی چاہ میں ان کے لب محض پھڑپھڑا کر رہ گئے تھے۔

"قمبر مر گیا ہے اب ہمیں قمبر کی بیوہ کا خیال رکھنا ہے، زندگی امتحان لیتی ہے تو یوں دوسرے کو موردالزام نہیں ٹھہراتے اللہ کی مصلحتوں پر اس کے فیصلہ پر سر جھکاتے ہیں۔" وہ شوہر کے کاندھے پر سر رکھ کر رونے لگی تھیں۔

"دکھ بہت بڑا ہے اگر ہمارا بیٹا ہم سے دور گیا ہے تو پریہان کا شوہر اس سے بچھڑ گیا ہے نورین، اور جب دکھ سانجھا ہے جب مرنے والے سے ہمارا اور اس بچی کا گہرا تعلق ہے تو دکھ کا سبب تم اس بچی کو کیسے ٹھہرا سکتی ہو، یہ دکھ کا سبب ہے یہ اگر قمبر کی موت کی وجہ ہے تو کیا نعوذ باللہ، اللہ نہیں ہے۔" وہ بیوی کے غلط رویے کو گزشتہ تین دن سے محسوس کرتے آج بالآخر بول پڑے تھے وہ شوہر کی آخری بات پر دہل کر رہ گئی تھیں۔

"جو ہوا اللہ کا فیصلہ تھا پریہان تمہارے بیٹے کی بیوہ ہے دکھی ہے، اس کا سہارا بنو اس مشکل وقت میں، نہ کہ اس پر لعن طعن کرکے اسے اس گھر سے نکال دو۔" وہ گہری سنجیدگی سے بول رہے تھے، اس کے رونے میں شدت آگئی تھی نورین عالم نے آگے بڑھ کر پریہان کو گلے لگا لیا تھا، وہ کوئی بری عورت نہیں تھیں پریہان انہیں بھی عزیز تھی بس بیٹے کی جواں موت نے ان کی سوچ پراگندہ کردی تھی جو ان کے شوہر کی مثبت سوچ سے صاف ہوگئی تھی، وہ دونوں ساس بہو سینے سے لگیں بری طرح رو رہی تھیں، اسفر عالم اپنے آنسو صاف کرتے وہاں سے نکلتے گئے تھے کہ جواں بیٹے کی موت نے ان کی کمر توڑ ڈالی تھی وہ یکدم ہی بوڑھے ہوگئے تھے۔

☆☆☆

"گردیزی! اب بس تم بھی شادی کر... پینتیس تو کراس کرچکے بس بڑھاپا آیا ہی ہے۔" وہ ایک آفیشل ڈنر پر مدعو تھا کھانے کے بعد کافی کا دور چلا تھا، جس میں کام کے ساتھ غیر ضروری باتیں بھی ہو رہی تھیں کسی نے اسجل گردیزی کے اب تک غیر شادی شدہ ہونے پر چوٹ کی تھی۔

''شاید آپ نے سنا ہی نہیں مسٹر شاہنواز! کہ مرد اور گھوڑا کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔'' وہ بے تکلفی سے بولا تھا محفل زعفران زار ہو گئی تھی۔

''مگر جوانی کو یوں بے مقصد رولنا بھی تو غیر دانشمندی ہے۔'' کہیں سے جواب آیا تھا۔

''بھئی شباب کا مزہ چکھے بنا جوانی گزرانا یہ خشک مزاجی نہیں، کفران نعمت کے مترادف ہے۔'' مسٹر شاہنواز جو کافی رنگین مزاج تھے، جن کے افیئر ز کی لسٹ ان کے سیاسی کارناموں سے زیادہ طویل تھی وہ قدرے شوخی سے بولے تھے فضا میں بے باک قہقہے گونج اٹھے تھے۔

''چلیں ہمیں کفران نعمت کر لینے دیں، عابد وزاہد بن کر بھی زندگی اچھی گزر رہی ہے۔'' اجل گردیزی نے بات کو مزاح کا رنگ دیا تھا۔

''مرد لمبی ریس کا گھوڑا ہوتا ہے گردیزی۔''

وہ سب ہی اس نسوانی آواز پر چونک اٹھے تھے، سامنے ہی عبیرہ منصور کھڑی تھی جس کی عمر لگ بھاگ تیس کے قریب تھی اور وہ انتہائی حسین لڑکی تھی، پہننے اوڑھنے سوسائٹی میں مووکرنے کے ہنر سے واقف وہ حسینہ کتنے ہی امیر و کبیر مردوں کی منظور نظر تھی مگر اس کا دل تو اکھڑ قدرے بد مزاج نہایت خشک مزاجی سے بھرا ہوا اجل گردیزی پر آیا ہوا تھا اور یہ بات ان کے حلقے کے کئی لوگوں کو پتہ تھی، سب ہی اچھی طرح جانتے تھے کہ عبیرہ منصور، اجل گردیزی کی دیوانی تھی، اجل گردیزی کی خاطر کتنے پر پوزلز ٹھکرا چکی تھی اسے بس ایک اجل گردیزی کی چاہ تھی۔

''مرد جب لمبی مسافت کے بعد تھک جاتا ہے تو اسے ایک سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ سہارا ایک عورت کا ہوتا ہے اور جس مرد کو لمبی مسافت کے بعد ایک عورت کا ساتھ نصیب ہوتا ہے وہ نئی مسافت کے لئے تیار ہوتا ہے اور اگر عورت کا ساتھ نہ ہو تو وہیں تھک کر بیٹھ جاتا ہے، یہ کبھی مت بھولنا گردیزی ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔'' وہ ہجوم کی پرواہ کیے بغیر اپنی پرفسوں آنکھیں اجل گردیزی کے چہرے پر گاڑے گہری سنجیدگی سے بولی تھی، اس کی بات کے اختتام تک اس نے لب بھینچ لئے تھے، جبکہ کئی ایک نظریں حسد سے اجل گردیزی کا طواف کرنے لگی تھیں، تو وہیں چند ایک نظریں رشک سے بھی اجل گردیزی کے حسین سراپے کی گرد چکرانے لگی تھیں۔

''عبیرہ منصور! کی بات سے میں سو فیصد متفق ہوں۔'' مسٹر شاہ نواز ترنت بولے تھے، اس نے ایک کٹیلی نظر عبیرہ پر ڈالی تھی اور اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی ٹیبل سے اٹھاتا بڑی تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا، ماحول ایکدم ہی مکدر ہو گیا تھا وہ چند ثانیے کے سکوت کے بعد اجل گردیزی کے پیچھے لپکی تھی۔

''ایسی بھی کیا بے رخی اجل!'' وہ جو ڈرائیونگ ڈور کھولنے کو تھا وہ آ کر اس کے بھاری مردانہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔

''او یو شٹ اپ! تم جانتی ہو عبیرہ تمہاری ان بکواس باتوں اور گھٹیا حرکتوں میں مجھے بالکل بھی انٹرسٹ نہیں ہے۔'' وہ اس کا ہاتھ جھٹک گیا تھا۔

''کیوں کرتے ہو میرے ساتھ ایسا اجل! محبت کرتی ہوں تم سے، تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا، برسوں سے تمہارے پیچھے خوار ہو رہی ہوں، آخر کمی کیا ہے مجھ میں۔'' وہ ہاتھ جھٹکے جانے پر ذلت سی محسوس کرتی چیخ ہی تو پڑی تھی۔

''میں نے کہیں کہا تم سے کہ تم میرے پیچھے خوار ہو، میں تمہیں یونی لائف میں ہی باور کروا چکا ہوں کہ مجھے نہ تم سے محبت ہے نہ میں تم سے

شادی کرنا چاہتا ہوں، تو کیوں تم میرے پیچھے پڑی ہو، اپنی زندگی تم خود برباد کر رہی ہو عبیرہ، مجھے الزام نہ دو۔" وہ بھی پھٹ پڑا تھا وہ عبیرہ منصور کی روز روز کی باتوں سے تنگ آ چکا تھا۔

"محبت کرتی ہوں تم سے اجل! تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔" وہ اس کی سنگدلی پر تڑپ ہی تو اٹھی تھی۔

"مجھے تم سے محبت نہیں ہے عبیرہ منصور۔" وہ اس کا بازو دبوچ کر آنکھوں میں بے زاریت و سرد سا تاثر لئے بولا تھا۔

"تم بہت پچھتاؤ گے اجل! میں تمہارے ساتھ مخلص ہوں اور محبت کی ناقدری پر تو عرش ہل جاتا ہے، تم برسوں سے میری محبت کی توہین کر رہے ہو، سینے میں دل نہیں ہے تمہارے، تم پتھر ہو اجل گردیزی۔" وہ اب باقاعدہ رو رہی تھی، اجل گردیزی اس کی پہلی چاہت تھا، وہ کالج فیلوز تھے ان کی اچھی دوستی تھی، عبیرہ کے جذبات بدل گئے تھے اور اس نے یونیورسٹی کے سال دوم میں اپنی محبت کا اظہار کر دیا تھا، اجل گردیزی جسے ٹھکرا گیا تھا، وہ آج بھی اس سے وہی کہہ رہا تھا جو برسوں قبل کہا تھا اسے نہ کل عبیرہ سے محبت تھی نہ ہی آج وہ اس کے لئے کوئی جذبہ محسوس کر رہا تھا اور وہ جو اس پر جان دیتی تھی آج اس کی برداشت بھی جیسے بکھر گئی تھی۔

"مگر جب پتھر پر چوٹ پڑتی ہے ناں گردیزی، تو بہت تکلیف ہوتی ہے، تم نے میرا شیشہ سا دل توڑا ہے، میری محبت کو ٹھکرایا ہے، جب خود کسی سے محبت کرو گے ناں تو تمہیں احساس ہوگا میری تکلیف کا اور یاد رکھنا گردیزی تکلیف صرف شیشے کو نہیں پتھر کو بھی ہوتی ہے۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی اور اجل گردیزی سناٹے میں آ گیا تھا۔

"تم مجھے بد دعا دے رہی ہو عبیرہ!"

"نہ ہاں، کاش میں تمہیں بد دعا دے سکتی اجل، مگر میرا دل تمہاری محبت کا یوں دم بھرتا ہے کہ تم میرے دل پر پاؤں رکھ کر جاتے ہو اور میں پھر بھی اف نہیں کرتی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی، اجل گردیزی کو آج پہلی دفعہ اپنے انداز و رویے کی بدصورتی کا نہ جانے کیوں یکدم ہی اس کی نمناک آنکھوں میں دیکھتے ہوئے احساس ہوا تھا، وہ یکدم ہی شرمندگی محسوس کرنے لگا تھا۔

"محبت کی ہے تم سے تو تمہارے سنگدل رویے سے میرا شیشہ سا دل کرچی کرچی ہو جاتا ہے، تکلیف سے تڑپتی ہوں میں اجل، اور میری اس تکلیف کا احساس تمہیں تب ہوگا جب تمہیں محبت ہوگی، جب تمہارے پتھر دل پر چوٹ لگے گی، آہیں بھرو گے اجل، مگر محبت نہیں ملے گی تمہیں کہ دل توڑنے والوں کے دل بھی کبھی جڑا نہیں کرتے، میں اگر تمہارے ہجر میں شب و روز گزاروں گی تو تم بھی کسی کے ہجر میں تڑپو گے اور یہ بد دعا نہیں ہے، میرے ٹوٹے زخمی دل کی آہ ہے اور آہ فرش سے عرش تک جاتی ہے۔" وہ بکھرے لہجے میں کہتی اسے حیران پریشان چھوڑ کر وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی اور اس کا عبیرہ سے یہ آخری سامنا تھا، دو ماہ گزر گئے تھے اور وہ اس کے سامنے نہیں آئی تھی، اسے بھی حیرانی ہوئی تھی اور پتہ کرنے پر پتہ چلا تھا کہ وہ تو اسی صبح ملک سے باہر چلی گئی تھی، اجل گردیزی نے سکون کا سانس لیا تھا، مگر اس سکون میں ایک عجیب سی بے سکونی تھی اس کی آنکھوں کے سامنے عبیرہ منصور کی نمناک پلکیں رقص کرنے لگی تھیں، دو ماہ بعد اس نے اشعل گردیزی کو ملک واپس بلا لیا تھا، زندگی وہی پرانی ڈگر پر چل پڑی تھی، وہ مصروف

زندگی جس میں کوئی رنگینی و شگفتگی نہیں تھی، اگر زندگی کا اسے احساس ہوتا تو اپنے بھائی کی اشمل گردیزی کے دم سے ہوتا تھا، اشمل کی برتھ ڈے تھی اس نے بہت بڑے پیمانے پر پارٹی آرگنائز کی تھی، پارٹی نہایت شاندار تھی، جس کے چرچے مہینوں تک کیے جاتے تھے، وہ بھائی کی خوشی میں خوش تھا کہ ایک دن آفس سے واپسی پر اس کی گاڑی خراب ہوگئی تھی وہ ڈرائیور کو سخت سست سناتا گاڑی سے اترا تھا اس کا ارادہ ٹیکسی کر کے گھر جانے کا تھا، سڑک پر کھڑا تھا اور دائیں طرف یونہی نظر اٹھی تھی اور کچھ فاصلے پر سیاہ کشمیری چادر میں لپٹی لڑکی پر ٹھہر گئی تھی، میدے سی سفید رنگت اور تیکھے نین نقش والا بے حد حسین چہرہ سیاہ چادر کے ہالے میں روشنیاں بکھیر رہا تھا، اس کی نظر اس لڑکی کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھی اور منظر بدل گیا تھا، وہ لڑکی ایک ویگن پر سوار ہوئی تھی اور اس کی نظر سے اوجھل ہوگئی تھی، وہ سر جھٹک کر ٹیکسی کرتا گھر آ گیا تھا مگر وہ حسین چہرہ تو جیسے آنکھ کی پتلیوں میں ٹھہر گیا تھا اور نتیجہ کے طور پر وہ تیسرے ہی دن اس بس اسٹاپ پر موجود تھا، احمق نے یہ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی کہ ضروری تو نہیں وہ مہہ جبین وہیں اسی طرح سیاہ کشمیری چادر میں اپنے بے پناہ حسن کے ساتھ موجود ہو، اس کے بعد اس سے زیادہ حماقتیں تصور کی جا سکتی تھیں، وہ تقریباً ایک ہفتہ سے اس بس اسٹاپ کے چکر لگا رہا تھا، مگر گوہر مقصود تھا کہ جھلک دکھلا کر روپوش ہو گیا تھا، اس نے زندگی کی چھتیس بہاریں دیکھی تھیں، کئی ایک لڑکیاں لچکیلی پھلدار شاخ کی مانند اس سے آلپٹنے کو تیار تھیں مگر اس نے کبھی توجہ ہی نہیں دی تھی، وہ لڑکیوں کے چکر میں پڑنے والا ہوتا تو عبیرہ منصور ہرگز بھی نظر انداز کرنے کے لائق نہ تھی، اس کے ذہن و دل آج کل جس طرح سوچ رہے تھے اس نے اپنی عمر کے طویل سالوں میں بھی اس طرح کبھی نہیں سوچا تھا اور کہاں اب وہ ایک ہفتہ سے بس اسٹاپ کے چکر کاٹ رہا تھا۔

اسے یکدم ہی آفس کے کام کے سلسلے میں شہر سے جانا پڑا تھا اس کے بلاناغہ دوہرائے جانے والے عمل کو بریک لگ گئے تھے اور تقریباً پندرہ دن بعد اس کی واپسی ہوئی تھی، وہ فریش ہو کر لنچ کے لئے پہنچا تھا اس نے اپنے اکلوتے لاڈلے بھائی کے ساتھ مل کر لنچ کیا تھا، اشمل گردیزی لنچ کے بعد کمرے میں چلا گیا تھا وہ کافی کے گھونٹ بھرتا اسی لڑکی کو سوچ رہا تھا، اس نے وال کلاک پر نظر ڈالی تھی، وہ کچھ دیر تک اس لڑکی کی تلاش میں نکلنے کا سوچنے لگا تھا، تب ہی ملازمہ نے کسی کے آنے کی اطلاع دی تھی، اس نے آنے والے کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

''صاحب کوئی لڑکی ہے، آپ سے ضروری ملنا چاہتی ہے۔'' ملازمہ ادب سے بولی تھی۔

اجبل گردیزی کو پہلا خیال عبیرہ منصور کا آیا تھا، ملازمہ نئی تھی ورنہ وہ اسے آکر بتا دیتی کہ پہلے جب بھی عبیرہ آتی تھی پرانی ملازمہ اس کا نام لے کر بتا دیتی تھی کہ وہ عبیرہ کو اچھے سے جانتی تھی، اس نے ملازمہ کو اسے اندر لانے کا اشارہ کیا تھا اور خالی مگ کاؤنٹر پر رکھتا وہ ڈائننگ ہال سے نکل کر لاؤنج میں آ گیا تھا، قدموں کی چاپ ابھری تھی اس نے نظر اٹھائی تھی، سامنے وہی سیاہ کشمیری شال میں بے حد حسین لڑکی کھڑی تھی، اسے یہ نظر کا دھوکہ سراسر اپنا الوژن لگا تھا، لیکن نہیں وہ اس کا الوژن نہیں تھا جسے وہ قریہ بہ قریہ ڈھونڈ رہا تھا وہ تو اس کی نظر کے سامنے تھی، خود چل کر اس کے گھر تک آ گئی تھی، ملازمہ کی آواز پر اس کا الوژن ٹوٹا تھا، وہ حقیقت کا سفر کرتا اس

لڑکی کو اپنے گھر میں دیکھتا اندر ہی اندر خود کو مسرور پا رہا تھا، اس کے لب مسکرانے لگے تھے اور نگاہ اس کے حسین چہرے پر تھی، وہ اسے بیٹھنے کا کہتا کہ وہ بول پڑی تھی۔

''میں مسز قمبر عالم ہوں، اجمل گردیزی سے ملنے آئی ہوں۔'' امیدوں کے محل یکدم مسمار ہوئے تھے، وہ آنکھوں میں بے یقینی لئے اس جادو بھرے چہرے والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کا آنا زندگی کی نوید تھا اور اس کا فقط ایک لفظ مسز اسے موت کا پیغام لگا تھا، دھڑ دھڑ دھڑام کر کے اس کا دل اس کی امید آن گری تھی، وہ کوئی کچی عمر کا نوجوان نہ تھا کہ وہ خود کو سنبھال نہ پاتا، اسے خود کو کمپوز رکھنے میں ملکہ حاصل تھا وہ لمحہ کے ہزارویں حصہ میں خود کو کمپوز کرتا چہرے پر سنجیدگی در آئی تھی، اس نے ٹراؤزر کی جیب میں ہاتھ پھنساتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔

''سوری میں کسی قمبر عالم کو نہیں جانتا، آپ مجھ سے کس سلسلے میں ملنے آئی ہیں۔'' وہ ابرو الجھا گیا تھا اسے یکدم یہ نام پہلے بھی سنا سنا سا لگا تھا۔

''مسز عالم، پہیلیاں نہ بجھوائیں صاف دو ٹوک بات کریں، میں آپ کو پانچ منٹ سے زیادہ نہیں دے پاؤں گا۔'' وہ اس کے طنز کو نظر انداز کرتا گہری تخی سے اپنے مخصوص بے لچک پروفیشنل انداز میں بولا تھا، وہ جس لڑکی کو گھنٹوں سڑک پر ڈھونڈتا رہا تھا اس کے سامنے موجود ہونے پر اسی سے کہہ رہا تھا کہ وہ اسے پانچ منٹ سے زیادہ کا وقت نہیں دے سکتا، جانے قسمت اس کا مذاق بنا رہی تھی یا وہ خود اپنا مذاق اڑا رہا تھا، مگر جو ہو رہا تھا وہ سب نہایت نا قابل یقین تھا۔

''جس کی پوری زندگی آپ نے برباد کر دی، اسے پانچ منٹ نہیں دے سکتے آپ۔'' وہ چیخی تھی، وہ حیران ہوتا لب بھینچ گیا تھا۔

''محترمہ بہتر ہوگا آپ جس سلسلے میں تشریف لائی ہیں وہ کہیں اور تشریف لے جائیں۔'' وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا تھا۔

''میں قمبر عالم کی بیوہ ہوں مسٹر گردیزی، اسی قمبر عالم کی جس کا تمہارا بھائی قاتل ہے۔'' وہ ضبط سے گزرتے ہوئے بولی تھی اور وہ بے یقین رہ گیا تھا، پہلے اس کے لفظ ''مسز'' نے اسے حیران کیا تھا اور اب لفظ ''بیوہ'' نے پریشان کر ڈالا تھا۔

''بتاؤ آپ مجھے کیا قصور تھا میرا کہ عین شادی کی شب میں بیوہ ہوگئی، میرا شوہر قمبر مر گیا، صرف آپ کے بھائی کی وجہ سے، آپ کا بھائی ہے میرے شوہر اور میری خوشیوں کا قاتل، جسے آپ نے کتنی آرام سے بچا لیا۔'' وہ اب باقاعدہ روتے ہوئے بول رہی تھی، اور گردیزی کے پاس کہنے کو ایک لفظ نہ تھا، وہ اس فریاد کناں لڑکی سے کہتا بھی تو کیا؟

''آپ یہ مت سمجھنا کہ میں قمبر عالم کی بیوہ، آپ کے بھائی کو اپنے شوہر کا خون معاف کروں گی، میں آپ کے بھائی کو کورٹ میں گھسیٹوں گی، میرے شوہر کا قتل ضائع نہیں جائے گا اجمل گردیزی۔'' وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتی ایک جھٹکے سے مڑی تھی اور وہاں سے جاتی کہ وہ اس کا بازو جکڑ گیا تھا۔

''تمہاری ہر کوشش کو میں ناکام بنا دوں گا تم مجھ سے جیت نہیں سکتیں، اس لئے ایسی کوئی کوشش نہ کرنا کیونکہ میں اپنے بھائی کے بچاؤ کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔'' وہ پہلے پہل تو کچھ سمجھا ہی نہ تھا مگر جیسے ہی حواس لوٹے تھے، وہ جاتی ہوئی لڑکی کا بازو دبوچ کر اس کے یکدم رکنے پر اس کی نمناک آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نہایت

سرد اور سفاک لہجہ میں بولا تھا۔

''کچھ بھی سمجھتی ہو، کچھ بھی۔'' وہ ایک جھٹکے سے اس کا بازو آزاد کر گیا تھا۔

''آپ اگر طاقتور ہیں تو میں بھی اتنی کمزور نہیں ہوں گردیزی صاحب، اپنے شوہر کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچا کر ہی دم لوں گی۔'' وہ لمحہ بھر کو اس کے تیوروں پر ہراساں ہو گئی تھی مگر جب بولی تھی تو نہایت خود اعتمادی کے ساتھ بولی تھی۔

''تمہیں میری طاقت کا اندازہ نہیں ہے تب ہی میرے سامنے کھڑی ہو، یہی کھڑے کھڑے تمہیں غائب کر دوں تو کوئی تمہاری خاک تک نہیں پا سکے گا۔'' وہ نہایت کروفر سے بولا تھا، اس کا لہجہ اس قدر سخت اور بارعب تھا کہ وہ دہل کر رہ گئی تھی اس کی نظر اٹھی تھی وہ شخص بے حد جاذب نظر تھا لیکن اسے کراہیت محسوس ہوئی تھی۔

''مجھے اس نوجوان کی موت کا دکھ ہے، لیکن مجھے اپنا بھائی بہت عزیز ہے، میں نے صرف اپنے بھائی کے بچاؤ کے لئے کیس کو کھلنے سے پہلے ہی بند کروا دیا، آج تم کیس کھولنے کی بات کرنے آئی ہو تو سن لو میں اپنے بھائی کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔'' وہ اس کی آنکھوں میں چھائے ہراس پر دل ہی دل میں ہنس دیا تھا وہ لب کچلنے لگی تھی۔

''اپنے بھائی کی اتنی پرواہ ہے آپ کو، تو وہ مرنے والا نوجوان بھی کسی کا بھائی تھا، بیٹا تھا، شوہر تھا۔'' وہ شدتوں سے رو رہی تھی اجلل گردیزی نے لب بھینچ لئے تھے۔

''مجھے اس نوجوان کی موت کا افسوس ہے۔''

''افسوس، آپ تو شرمندہ تک نظر نہیں آ رہے۔'' وہ درمیان میں ہی اس کی بات کاٹ گئی تھی۔

''میں اپنے بھائی کی محبت میں مجبور ہوں، اس سے غلطی ہو گئی۔''

''غلطی، آپ کے بھائی سے قتل ہوا ہے، آپ اسے غلطی کہتے ہیں، ایک انسان مر گیا اور یہ صرف غلطی ہے۔'' وہ اس کی بات اچک کر نہایت دکھ و افسوس کے ساتھ بولی تھی۔

''میں خون بہا دینے کو تیار ہوں۔'' وہ اس کی بات کو آگے بڑھائے یا کسی قسم کا ردعمل ظاہر کیے بنا ہی کہہ گیا تھا۔

''مجھے خون بہا نہیں چاہیے، میں آپ کے بھائی کو کیفر کردار تک پہنچا کر ہی دم لوں گی۔'' وہ نفرت سے پھنکاری تھی۔

''تمہارا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا، آرام سے گھر جا کر سوچ لو، اپنے گھر والوں سے مشورہ کر لو، پھر مجھ سے بات کرنا۔'' وہ اس کے بھڑکنے کی پرواہ کیے بغیر نہایت سکون سے بولا تھا، وہ کچھ کہنے لگی تھی مگر اس نے موقع ہی نہیں دیا تھا۔

''یہ یاد رکھنا تماری فیملی میری طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی، جب ہارنا ہی مقدر ہے تو بہتر ہوگا خون بہا لے کر پرسکون زندگی گزارو، میرے مقابلے پر آؤ گی تو کچھ نہیں بچے گا، میں تمہاری سوچ و عمر سے زیادہ با اختیار ہوں۔'' وہ سینے پر ہاتھ باندھے گہری سنجیدگی سے اس کے رونے سے بے حد سرخ ہو جانے والے مزید خوبصورت لگتے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''آپ چاہے بے حد با اختیار ہیں مگر ایک ذات ہے، جو آپ سے بھی زیادہ با اختیار ہے اور یاد رکھیے گا خدا کی لاٹھی بڑی بے آواز ہوتی ہے۔'' وہ آنسو رگڑتے ہوئے کہتی جانے کے لئے قدم

اٹھا گئی تھی اسے قمبر کے بڑے بھائی احمر کے ذریعے پتہ لگ گیا تھا کہ جس شخص کی غلطی کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ہوا وہ بہت امیر گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور انہوں نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کیس کو دبا دیا ہے، یہ سن کر وہ بہت روئی تھی، اس نے قمبر کی تصویر کو سینے سے لگا کر ایک عہد کیا تھا کہ وہ اس کے قاتل کو ضرور سزا دلوائے گی اور یہی سوچ تھی جو وہ کسی نہ کسی طرح تمام تفصیلات حاصل کرتی اجل گردیزی کے گھر چلی آئی تھی، اس کا یہ قدم نہایت احمقانہ و غیر سمجھداری سے مزین تھا، وہ جو بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی اسے اجل گردیزی کی آواز نے رکنے پر مجبور کر دیا تھا جبکہ وہ چلتا ہوا عین اس کے سامنے آن رکا تھا، اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی اور وہ مسکرا رہا تھا اور مل کر اپنی بات دہرائی تھی۔

''مجھ سے شادی کرو گی؟'' اس کے حواس لوٹے تھے اور ہاتھ بے اختیار اٹھ گیا تھا اس سے ایسے عمل کی اجل گردیزی کو امید ہی کب تھی، وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے غصہ سے کھول رہا تھا۔

''بکواس بند کریں اپنی۔'' وہ غصہ سے بے قابو ہو رہی تھی، اس نے غصہ سے بے قابو ہوتی اس انجان لڑکی جس کے نام تک سے واقف نہ تھا، بس ایک بار بس اسٹاپ پر دیکھا تھا اور آج اسے پرپوز کر دیا تھا، اجل گردیزی جس پر لاکھوں لڑکیاں مرتی تھیں، اس نے ایک بے حد عام سی لڑکی کو پرپوز کیا تھا اور اس نے اجل گردیزی کو کیا خوب جواب دیا تھا اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا تھا، ایسے میں وہ خود پر قابو رکھنا بھی تو کیسے، اس نے غصہ سے بے قابو ہوتے ہوئے اس شعلہ جوالہ بنی لڑکی کو بازوؤں سے جکڑ کر دیوار سے لگا دیا تھا۔

''آج تک کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ میرے سامنے ٹھہر سکے اور تم نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے، میں اس ذلالت کا بدلہ لینے پر آؤں تو تم سر اٹھا کر چلنے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہو۔'' وہ اسے دیوار سے لگائے دیوار پر دائیں بائیں ہتھیلیاں جمائے درشتگی سے کہہ رہا تھا اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے، وہ خوف بے باقاعدہ لرزنے لگی تھی، وہ اتنی بولڈ نہیں تھی، نہ ہی اتنی آزاد مزاج، وہ تو قمبر کی موت کا صدمہ ایسا تھا کہ اس کے قاتل کو انجام تک پہنچانے کے لئے اکیلے ہی ایک انجان جگہ پر آ گئی تھی، مگر اب اسے اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔

''مگر میں نے آج تک کبھی کسی عورت کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالا، اس لئے تم یہاں سے باعزت جا سکتی ہو لیکن......'' وہ آگے جو کچھ بولا تھا، وہ اقرار تو کیا انکار کی ہمت بھی نہیں کر پائی تھی، وہ تو یہاں قمبر عالم کی موت کے ذمہ دار شخص کا اس سے وابستہ لوگوں کا سکون برباد کرنے آئی تھی مگر خود اس کا اپنا سکون برباد ہو گیا تھا، وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کا رشتہ کل ہی لے کر آنے کی بات کر رہا تھا، انکار کی صورت میں نتائج کی ذمہ داری اس کے سر ڈال گیا تھا، اس نے جاتے جاتے اس کا نرم آنسوؤں سے تر رخسار تھپتھپایا تھا اور اندر کی طرف بڑھ گیا تھا وہ جس طرح گھر آئی تھی وہی جانتی تھی۔

☆☆☆

''پری کیا بات ہے میں نوٹ کر رہی ہوں تم کل سے بہت پریشان ہو، مما نے کچھ کہہ دیا ہے۔'' اس کی اکلوتی نند سامعیہ نرمی سے پوچھ رہی تھی سامعہ اس سے تقریباً ڈیڑھ سال چھوٹی تھی، مگر ان دونوں میں بچپن سے ہی کمال کی

انڈراسٹینڈنگ تھی، سامعہ کے کچھ کہنے کی دیر تھی وہ روتے ہوئے اسے تمام تفصیل سے آگاہ کرگئی تھی۔

''تمہارا دماغ خراب ہے پری، یوں ایک انجان شخص کے گھر جانے کی تمہیں کیا ضرورت تھی۔'' وہ تفصیل سن کر پریہان پر غصہ ہونے لگی تھی۔

''جب سے مجھے یہ پتہ لگا تھا کہ جس انسان کی لاپرواہی کی وجہ سے قمبر نہیں رہا، اس کے بھائی نے اسے بچالیا ہے تو میں غم و غصہ سے پاگل ہو رہی تھی، میں نے نام کے ذریعے ٹیلی فون ایکسچینج سے گھر کا نمبر حاصل کیا اور نمبر کے ذریعے ایڈریس یہ سب بہت مشکل تھا میرے لئے، مگر میں گزشتہ دو ڈھائی ماہ سے اسی سب میں لگی ہوئی تھی۔'' وہ روتے ہوئے مزید تفصیل سامعہ کے سامنے رکھ گئی تھی۔

''یہ جان لینے کے بعد کہ وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ اس نے چٹکی بجانے میں کیس کو دبا دیا، تمہیں وہاں جانا ہی نہیں چاہیے تھا، وہ بھی اکیلے۔'' سامعہ اس پر بری طرح بگڑ رہی تھی۔

''تو کیا کرتی میں، خاموشی سے تماشہ دیکھتی۔'' وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

''تو اب کون سا تم نے تیر مار لیا ہے، قمبر بھیا کے قاتل کو تم جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا آئی ہو۔'' وہ اس کے رونے سے ہرگز بھی متاثر ہوئے بغیر ہنوز غصہ سے بولی تھی۔

''وہ بہت طاقتور ہیں سامعہ، ہم جیسے غریب لوگ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' وہ بے بسی سے ہچکیاں بھر رہی تھی۔

''یہ بات تم وہاں جانے سے پہلے بھی جانتی تھی پھر بھی تم وہاں گئیں یہ سوچے بغیر کہ تمہارے ساتھ کوئی اونچ نیچ ہو سکتی ہے، تم منہ اٹھا کر وہاں شیرنی بن کر پہنچ گئیں، وہ اگر تمہاری عزت پر ہاتھ ڈال دیتا تو۔'' وہ بولی تھی اور پریہان کی آنکھوں کے سامنے اجلال گردیزی کا بے حد سرخ چہرہ اور شعلہ رنگ آنکھیں لہرا گئیں تھیں۔

''مجھے صرف ایک لمحہ لگے گا تمہیں بے آبرو کر کے یہیں اس مینشن کے کسی کونے میں دفن کرنے میں، مگر میں ایسا نہیں کروں گا کہ میں پارسائی کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں نے آج تک کسی عورت کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالا۔'' وہ سرد لہجے میں بولا تھا اور وہ سامعہ کی بات پر چونکی اسے یہ بات بھی بتا گئی تھی سامعہ نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔

''او میرے خدا، تم کتنی احمق لڑکی ہو، ایک تو خود چل کر شیر کی کچھار تک گئیں اور اس پر ہاتھ بھی اٹھا لیا۔'' وہ پریہان کو غصہ و افسوس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔

''مجھے تو سن کر جھرجھری آ گئی ہے اور تم وہ سب برداشت کر کے آ رہی ہو، حوصلہ ہے تمہارا پری۔'' وہ ہراس سا محسوس کرتی سچائی سے بولی تھی، جبکہ پریہان کے آنسو گرنے لگے تھے۔

''میں بھی بہت ڈر گئی تھی سامعہ، مجھے لگا تھا کہ میں اپنے قدموں پر چند منٹ نہیں کھڑی رہ پاؤں گی، میرے حواس معطل ہو رہے تھے مگر عزت جانے کا خوف ایسا تھا کہ میں نے خود کو گرنے نہیں دیا، ہوش و حواس قائم رکھے، ورنہ اس کی آنکھوں میں جو چنگاریاں تھیں مجھے بھسم کر دینے کو کافی تھیں۔'' وہ ان تکلیف دہ لمحات کو سوچ کر ہی کانپ اٹھی تھی۔

''شکر ادا کرو عزت کے ساتھ گھر آ گئی ہو، ورنہ اپنی عزت تم خود ہتھیلی پر رکھ کر وہاں گئی تھیں۔'' وہ اس کے شرمندہ چہرے کو دیکھ کر بھی ملامت کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔

''اب کہہ تو رہی ہوں غلطی ہو گئی مجھے یہ تو نہیں پتہ تھا کہ اس کے گھر میں کوئی عورت ہی نہیں ہوگی۔'' وہ لاچاری سے بولی تھی۔

''اونہہ ویسے تم نے اس شخص پر ہاتھ کیوں اٹھایا تھا ایسا کیا کہہ دیا تھا اس نے۔'' وہ اس کی بات پر تبصرہ کرنے یا اسے آگے بڑھانے کے بجائے سوال کر گئی تھی اور جواب میں جو کچھ پریہان نے بتایا تھا اسے لگا تھا کمرے کی چھت اس کے سر پر آن گری ہو۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔'' وہ بے یقینی سے چلائی تھی۔

''میں تو اسے سنا کر اپنا اور قمبر کا انصاف خدا پر ڈالتی آنے لگی تھی اس نے ہی مجھ سے شادی کی بات کر دی وہ مجھے پرپوز کر رہا تھا سامعہ، تو بس مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔'' وہ پریشانی کی اصل وجہ بھی اس کے سامنے رکھ گئی تھی۔

''اس نے تمہیں پرپوز کیوں کیا، اس سب سے اس کا آخر مقصد کیا ہو سکتا ہے۔'' سامعہ پر سوچ انداز میں بولی تھی۔

''یہ تو مجھے نہیں پتہ سامعہ، مگر وہ کہہ رہا تھا کہ وہ آج میرا پرپوزل لے کر آئے گا اور انکار کی صورت میں وہ کسی بھی حد تک جائے گا۔'' وہ اب سامعہ کو اس کے آخری الفاظ بھی بتا گئی تھی۔

''وہ بہت بڑا پلان میکر ہے پری۔'' وہ تمام تر تفصیل سننے کے بعد پر سوچ انداز میں بولی تھی۔

''مم...... میں...... سمجھی نہیں۔'' وہ تشویش بھری نگاہوں سے سامعہ کو دیکھ رہی تھی۔

''تم نے اس سے کہا ناں کہ تم کیس چلاؤ گی اس کے بھائی کو کورٹ تک گھسیٹو گی تو اس نے اس سب کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کرنے کے لئے تم سے شادی کا آناً فاناً فیصلہ کر لیا۔'' سامعہ کو بچپن سے ہی جاسوسی کہانیاں پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا اور یہ انہی کا اثر تھا کہ وہ یہ سب کہہ گئی تھی وہ جو پہلے ہی پریشان تھی مزید پریشان ہوتی ہونق چہرے کے ساتھ سامعہ کے سامنے موجود تھی۔

''ہم کون سا اتنے طاقت ور ہیں کہ وہ ہم سے ڈر جائے اور وہ حفظ ماتقدم کے طور پر کچھ پلاننگ کر لے۔'' وہ ہوائیاں اڑاتے نم چہرے کے ساتھ منمنائی تھی۔

''وہ یہ بات جانتا ہے کہ اتنے طاقتور نہیں ہیں، مگر لاکھ کمزور سہی اس کے بھائی کے سر پر ہمیشہ ایک تلوار لٹکی رہے گی، جس کا اس نے یوں انتظام کرنے کا سوچا ہے، تم سے شادی ہو جائے گی تو کیس ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔'' وہ گہری سوچ کے ساتھ بولی تھی اور پریہان کو اس کی ہر بات ٹھیک لگ رہی تھی۔

''ہاں...... یہ...... ہی...... بات ہے سامعہ، وہ خون بہا دینے کی بھی بات کر رہا تھا۔'' وہ ہکلائی تھی اس کی ساری خود اعتمادی جیسے کل ہی ختم ہو گئی تھی۔

''تم جو بہادر بن کر اس کو للکارنے چلی گئی تھیں۔'' وہ پھر پریہان پر بگڑنے لگی تھی۔

''اب کیا ہوگا سامعہ، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔'' وہ سسکی تھی۔

''مجھے نہیں پتہ کیا ہوگا، میں فی الحال تو یہ سوچ کر پریشان ہوں کہ جب تمہارے کارنامے کا سب کو پتہ لگے گا تو کیا ہوگا؟ مما تو تم سے پہلے ہی خفا ہیں، کوئی نئی مصیبت آئے گی تو وہ تمہیں بالکل معاف نہیں کریں گی۔'' سامعہ انٹر کی طالبہ تھی مگر اس کی نسبت نہایت سمجھدار و معاملہ فہم تھی۔

''میں مامی کو بتا دوں گی کہ اس میں میری

کوئی غلطی نہیں ہے۔" وہ سوں سوں کرتی جلدی سے بولی تھی۔

"اور جیسے مما تو یقین ہی کرلیں گی، وہ تمہیں قمر بھیا کی موت کا ذمہ دار سمجھتی ہیں، میں جانتی ہوں کہ وہ غلط ہیں، مگر جس سوسائٹی سے ہم تعلق رکھتی ہیں یہ سب اتنا بھی غلط نہیں ہے۔" سامعہ کون سا غلط بولی تھی یہ سب تو معاشرہ کا ہی حصہ تھا، لوگ تو ہمات میں پڑ رہے تھے۔

"مجال ہے جو تم نے اتنی دیر میں ایک حرف بھی میری تسلی کو بولا ہو جبکہ میں کل سے کس قدر پریشان ہوں۔" وہ خود ترسی کا شکار ہوتی بے بسی سے شکوہ کر گئی تھی۔

"اس پریشانی میں تم خود پھنسی ہو اور ہم سب کو بھی گھسیٹو گی۔" وہ ترنت بولی تھی اسے طنز کرنے میں ملکہ حاصل تھا، پریہان نے لب بھینچ لئے تھے۔

"تمہیں تمام بات گھر والوں کو خاص پپا کو بتانی ہو گی۔" اس کا انداز ایک بار پھر پرسوچ تھا، پریہان آگے سے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ہمت ہی نہیں پڑی تھی، جبکہ سامعہ اٹھی تھی اور اس کے بیڈ روم سے نکل گئی تھی، یہ قمر عالم کا بیڈ روم تھا جس میں وہ رخصت ہو کر نہیں اجڑ کر آن بسی تھی، سب بڑوں کا یہی فیصلہ تھا کہ پریہان اپنے گھر چلی جائے قمر سے محض نکاح ہی ہوا تھا، وہ اس کی منکوحہ تھی، سہاگن نہیں تھی، سب یہی چاہتے تھے کہ وہ میکے چلی جائے اور اس کے لئے مناسب رشتہ دیکھ کر اس کی شادی کر دی جائے لیکن وہ نہیں مانی تھی، وہ اپنے گھر جانے کو راضی نہیں ہوئی تھی وہ قمر عالم کے گھر کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی، غم تازہ تھا اس لئے سب بڑے فی الوقت مناسب وقت پر کچھ وقت گزرنے غم ہلکا ہو جانے کے بعد سمجھا کر اسے باپ کے گھر جانے کے لئے راضی کرنے کا فیصلہ کرتے چپ کر گئے تھے اور وہ یوں قمر عالم کے گھر میں اس کے بیڈ روم میں رہ رہی تھی، اسے دیکھ کر نورین عالم کو غصہ آتا تھا مگر وہ مجموعی طور پر ایک اچھی خاتون تھیں اس لئے غصہ کر کے اس پر لعنت ملامت کر کے اب چپ ہو گئی تھیں ویسے بھی جواں بیٹے کی موت کے صدمے نے انہیں نڈھال کر دیا تھا وہ زیادہ وقت اپنے کمرے میں رہتی تھیں، وہ پہلے بھی صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں اور اب تو ہمہ وقت رب کے آگے سربسجود رہتی تھیں جواں بیٹے کی موت کا دکھ ایسا تھا کہ ان کے آنسو نہیں رکتے تھے، پریہان کو دیکھ کبھی غصہ آتا تو کبھی اس پر رحم آتا تھا، وہ قسمت کے اس وار پر بالکل ہی ڈھے گئی تھیں اور آگے زندگی جانے انہیں مزید کتنا آزمانے والی تھی، پریہان کی قسمت میں جانے کیا تھا۔

☆☆☆

پریہان جس طوفان کی آمد کے خیال سے ہی ہی خوفزدہ تھی وہ آیا تھا اور آ کر چلا بھی گیا تھا، وہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ یہ خاموشی طوفان ٹل جانے کی تھی یا اس خاموشی میں بھی طوفان پنہاں تھا، اجمل گردیزی آیا تھا اس نے اپنے بھائی کے جرم کا اعتراف کیا تھا اور خون بہا دینے کو تیار تھا وہ اسفر عالم سے یہاں تک کہہ گیا تھا کہ وہ قمر عالم کی بیوہ سے شادی کرنے کے لئے بھی تیار ہے، اسفر عالم بے حد پریشان تھے، کہ جانتے تھے وہ اجمل گردیزی کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے، انہوں نے اجمل گردیزی سے زیادہ بات نہیں کی تھی بس اس کی سن لی تھی اور بس ایک جملہ میں اپنی تکلیف اپنا موقف سب ہی کچھ بیان کر گئے تھے۔

"گردیزی صاحب میں نے اپنا جوان بیٹا کھویا ہے، میں آپ کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا، میں اپنا معاملہ اپنے رب پر چھوڑتا ہوں اس

سے بڑا منصف کوئی نہیں ہے۔" ان کی بات پر اجمل گردیزی مضطرب ہو گیا تھا۔

"آپ اپنا معاملہ اللہ پر نہ چھوڑیں کہ میں نہیں چاہتا کہ آپ لوگوں کا صبر خاموش آہ میرے بھائی کے آگے آئے۔" وہ گویا تڑپ کر بولا تھا، اس نے خون بہا کے بارے اسی لمحہ سوچا تھا جب پریہان نے اس سے کہا تھا۔

"خدا کی لاٹھی بڑی بے آواز ہوتی ہے۔" اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ خون بہا دے کر اپنے بھائی کو اس سب سے بچائے گا ان مظلوموں کی آہ سے بچائے گا اور وہ ان کے سامنے ہر بات رکھ گیا تھا۔

"خون بہا اسلام میں ہے، آپ لوگ خون بہا لے کر اپنے بیٹے کا خون معاف کر دیں اس بھری دنیا میں، میرا میرے بھائی کے سوا کوئی نہیں ہے، اس کی لاپرواہی اسے قاتل بنا گئی ہے، آپ لوگ درمیانی راہ نکال لیں۔" اجمل گردیزی کے لہجہ میں عاجزی تھی اور انہوں نے سوچ کر بتانے کا فیصلہ کیا تھا، نورین عالم کو ساری بات پتہ چلی تھی۔

"چند کھنکتے سکے میرے بیٹے کا نعم البدل نہیں ہو سکتے۔" وہ بری طرح رو رہی تھیں۔

"اس نوجوان کی سزا بھی ہمارے بیٹے کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔" وہ دکھ سے بولے تھے۔

"پاکستان میں قانون کے نام پر جو مذاق ہوتا ہے اس سے بھی بہ خوبی ہم سب ہی واقف ہیں، اس لئے یہ بات تو ذہن سے نکال دو کہ قمبر کی موت کے ذمہ دار کو سزا ہو گی، البتہ اسے معاف کر کے ہم اپنے رب کی نظر میں ضرور سرخرو ہو سکتے ہیں۔" اسفر عالم کا وہی دھیما متاثر کن قائل کر لینے والا انداز تھا۔

"ہاں ہم معاف کر دیں گے لیکن میں خون بہا نہیں لوں گی۔" ان کے رونے میں بتدریج اضافہ ہو گیا تھا۔

"مگر میں خون بہا لینا چاہتا ہوں۔" اس وقت کمرے میں وہ دونوں میاں بیوی اور پریہان کے علاوہ احمر عالم موجود تھا، وہ تینوں ہی بے طرح چونک کر بے یقینی کے ساتھ اسفر عالم کو دیکھنے لگے تھے۔

"شریعت کی روح سے خون بہا لینا جائز ہے اس لئے میں خون بہا لوں گا۔" اسفر عالم کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا، پریہان نے یکدم ہی پرزور احتجاج کیا تھا۔

"خون بہا چھوڑ کر معاف کرنے میں حرج نہیں ہے، مگر ہم خون بہا لے کر اس کی مد میں ملنے والی رقم سے ہم قمبر کے نام کا کوئی ہاسپٹل کھول دیں گے یا وہ رقم غریبوں میں تقسیم کر دیں گے جو ہمارے بیٹے کے لئے صدقہ جاریہ ہو گا۔" انہوں نے دھیمے سے خون بہا لینے کے اصل مقصد سے آگاہ کیا تھا یکدم ہی وہ سب ٹھنڈے پڑ گئے تھے کہ اسفر عالم کا مشورہ انتہائی مناسب تھا۔

"پپا وہ جو پرپوزل دے گیا ہے۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد احمر عالم نے باپ سے پوچھا تھا۔

"پرپوزل پر بھی غور کیا جا سکتا ہے، اگر پری بیٹی اور اس کے والدین مناسب سمجھیں تو۔" وہ خاموشی سے آنسو بہاتی پریہان کو دیکھنے لگے تھے، جو صوفہ سے یکدم ہی کھڑی ہو گئی تھی۔

"مجھے کسی سے بھی شادی نہیں کرنی ہے۔" اس کی آنکھوں میں کئی شکوے تھے، وہ ناراضگی سے اسفر عالم کو دیکھ رہی تھی۔

"اور اپنے شوہر کے قاتل کے بھائی سے تو کسی قیمت پر نہیں۔" وہ شدتوں سے رو رہی تھی۔

''قاتل وہ ہوتا ہے جو سوچی سمجھی سازش کے تحت کسی کا قتل کرتا ہے اور قمبر ایک حادثہ کا شکار ہوا ہے اس لئے اس شخص کو قاتل نہیں کہہ سکتے، وہ بس قمبر کی موت کا ذمہ دار ہے، وہ شخص اگر لاپرواہی کا مظاہرہ نہ کرتا، اس کی گاڑی کی اسپیڈ نارمل ہوتی اور اگر رانگ وے پر نہیں آ رہا ہوتا تو شاید یہ حادثہ نہ ہوتا، وہ شخص حادثہ کا ذمہ دار ہے مگر وہ قاتل پھر بھی نہیں ہے۔'' ان کا اپنا ہی انداز تھا۔

''قاتل کہیں یا نہ کہیں لیکن قمبر تو نہیں رہا اور مجھے شادی نہیں کرنی آپ کو اگر میرا یہاں رہنا نہیں پسند تو ٹھیک ہے میں آج اسی وقت اس گھر کو چھوڑ کر چلی جاتی ہوں، آپ لوگ مجھ سے اس گھر میں رہنے کا حق تو چھین سکتے ہیں، مگر میرے نام کے ساتھ لگے قمبر کے نام کو الگ نہیں کر سکتے۔'' وہ ایک جھٹکے سے مڑی تھی اور کسی کے بھی روکنے کی پرواہ کیے بغیر اپنے بیگ میں ضروری سامان ڈال کر وہ اس گھر سے نکل آئی تھی، اسی گھر سے جہاں اس نے قمبر کے ساتھ رہنے بسنے کے کتنے ہی خواب سجائے تھے۔

☆☆☆

''ماما! آپ کو بھی لگتا ہے کہ میں غلط ہوں۔'' مہرین احمد اور احمد علی کو بھی تمام صورتحال پتہ چل گئی تھی جس کے بعد مہرین احمد نے بیٹی کو سمجھانے کی کوشش کی تھی اور وہ سمجھتی کیا الٹا ماں سے ہی بدگمان ہونے لگی تھی۔

''ہاں تم غلط ہو۔'' وہ صاف کہہ گئی تھیں وہ ماں کو پرشکوہ نظر سے دیکھنے لگی تھی۔

''ہم تمہیں اجمل گردیزی سے شادی پر مجبور نہیں کر رہے کہ اس خاندان میں تو ہم خود بھی تمہاری شادی نہیں کرنا چاہتے۔'' وہ بیٹی کا ہاتھ تھام کر نرمی سے کہنے لگی تھیں اور اس کے آنسو گرنے لگے تھے۔

''مگر ہم تمام عمر تمہیں بٹھا کر نہیں رکھ سکتے پری، ایک نہ ایک دن تم نے شادی کرنی ہی ہے۔'' وہ اپنا موقف واضح انداز میں بیٹی کے سامنے رکھ گئی تھیں۔

''ماما! آپ تو جانتی ہیں قمبر میرے لئے کیا تھا، کتنی محبت کرتی ہوں میں اس سے، آج بھی میرے دل میں صرف قمبر ہے۔'' اس کے رونے میں شدت آ گئی تھی۔

''میں سب جانتی ہوں پری، مگر تم بھی حقیقت کو تسلیم کرو کہ اب قمبر اس دنیا میں نہیں رہا۔'' وہ بیٹی کے دکھ پر اس کے ساتھ ساتھ آنسو بہا رہی تھیں۔

''ماما یہ محبت کرنے والے اتنے ظالم تو نہیں ہوتے پھر قمبر اتنا کیسے ظالم ہو گیا، مجھے سرخ ردا میں تڑپتا چھوڑ گیا، عین وصل کی رات مجھ سے بچھڑ گیا۔'' وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

''قمبر اب ہم سے اچھی جگہ پر ہے پری اور اس جہاں چلے جانے والوں سے بدگمان نہیں ہوتے ان کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اسے دعاؤں میں یاد رکھو بس۔'' وہ بیٹی کے آنسو صاف کرتے ہوئے دکھ سے بولی تھیں۔

''ماما! میں اسے بھول نہیں سکتی۔'' وہ ماں کے سامنے سے اٹھ گئی تھی۔

''بھولنے کو میں بھی نہیں کہہ رہی، مگر زندگی میں تمہیں آگے بڑھنا ہو گا۔'' وہ جاتی ہوئی بیٹی کا ہاتھ تھام کر اب کے سختی سے بولی تھیں۔

''ماما! آپ مجھے دو کشتیوں کا سوار بنا دینا چاہتی ہیں۔'' وہ خفا ہوئی تھی۔

''میری اور تمہارے بابا کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے پری، اور یہ دنیا بڑی ظالم ہے، تم قمبر کے نام پر ساری زندگی بیٹھی نہیں رہ سکتیں،

زندگی میں ایک نہ ایک دن تمہیں آگے بڑھنا ہی ہوگا۔'' ان کا انداز اب ناصحانہ تھا وہ ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تھی۔

''ماما! میں دو کشتیوں کی سوار بن کر نہیں رہ سکتی، میری زندگی کو مزید کٹھن نہ بنائیں۔'' وہ سسک رہی تھی۔

''وقت کے ساتھ صبر آ جاتا ہے پری اور میں بس یہی چاہتی ہوں کہ تم قمبر کے لئے جوگ لینے کی بجائے زندگی کے سفر میں آگے بڑھ جاؤ۔'' وہ بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نم لہجہ میں بولی تھیں، وہ بیٹی کو سمجھا رہی تھیں، اسے زمانے کی اونچ نیچ بتا رہی تھیں اور وہ یکدم چپ کر گئی تھی اور اس کی خاموشی کو ہی انہوں نے غنیمت سمجھا تھا اور اس کے لئے رشتہ دیکھنے لگی تھیں، اجل گردیزی ان کے گھر بھی آیا تھا اپنا پرپوزل لے کر مگر احمد علی نے اس سے صاف واضح الفاظ میں انکار کر کے معذرت کر لی تھی اور وہ مایوس سا لوٹ گیا تھا، اسے عبیرہ منصور شدت سے یاد آئی تھی اسے احساس ہو رہا تھا کہ کس جذبے کے تحت وہ اتنے برسوں اس کے پیچھے خوار ہوتی رہی تھی، اجل گردیزی ایک بار پریہان سے ملنا، اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا مگر کیسے کوئی راہ سجھائی نہیں دے رہی تھی، پریہان کے پیرنٹس نے اس سے کہا تھا کہ وہ چاہے تو اپنی تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دے مگر وہ اس کے لئے گھر کے قریبی پرائیوٹ اسکول میں ٹیچنگ اسٹارٹ کر دی تھی، اجل گردیزی جو اس سے ملنے کا بہانہ ڈھونڈ رہا تھا اس کے گھر کے باہر پہرہ لگایا ہوا تھا کہ وہ کب گھر سے نکلتی ہے مگر گزشتہ پورے ماہ میں ایسا ہوا ہی نہیں تھا اور جس وقت وہ انٹرویو کے لئے نکلی تھی صبح نو بجے کا وقت تھا اور جس وقت نگران نے اسے کال کر پریہان کے گھر سے نکلنے کی اطلاع دی تھی وہ بہت چاہ کر بھی نہیں پہنچ سکا تھا، کہ اشعل گردیزی کو رات سے تیز بخار تھا اور وہ اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا اس نے پہرہ دار کو چند ایک ہدایات دی تھیں اور اگلے دن ساڑھے سات بجے وہ اپنے گھر سے نکلی تھی اور اجل گردیزی کے تک کی تصدیق ہو گئی تھی اس نے پریہان کے جاب کرنے کو غنیمت سمجھا تھا اور اس نے پہرہ دار سے تمام معلومات لے کر اسے فارغ کر دیا تھا وہ ٹھیک ایک ہفتہ بعد جب وہ پیدل ہی گھر کی طرف بڑھ رہی تھی اس کے سامنے آ گیا تھا۔

''مجھے تم سے بات کرنی ہے پریہان۔'' وہ اس کو دیکھ کر ناگواری سی محسوس کرتی اسے صاف نظر انداز کر کے آگے بڑھی تھی کہ وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولا تھا۔

''میں آپ کو پانچ منٹ بھی نہیں دے سکتی۔''

''تم اگر تماشہ لگانا چاہتی ہو تو یونہی سہی۔'' وہ اس کا ہاتھ تھام کر غرایا تھا وہ اس کی اتنی دیدہ دلیری پر ساکت رہ گئی تھی۔

''میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں، بہت صبر کر لیا بہت نرمی سے پیش آ گیا، اس سے زیادہ تحمل کا میں مظاہرہ نہیں کر سکتا۔'' وہ ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچ گئی تھی اس نے گلی کے اطراف میں نگاہ دوڑائی تھی، گرمیوں کی دوپہر میں ویسے ہی گلی کوچے سنسان پڑے ہوتے ہیں، اس وقت بھی گلی سنسان تھی اس نے سکون کا سانس لیا تھا اور وہ دھیمے مگر باور کراتے لہجہ میں گویا اسے دھمکی دے گیا تھا۔

''میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔'' وہ اپنا صاف انکار اس کے منہ پر مار گئی تھی۔

''تم اگر یہ چاہتی ہو کہ میں اپنی طاقت کے

ذریعے تم تک رسائی حاصل کرلوں تو میں ایسا بھی کرلوں گا۔'' وہ ایک تیز نظر اس کے سرخ و سفید چہرے پر ڈالتا جانے کو آگے بڑھا تھا۔

''آ...... آ...... آپ کیا کریں گے۔'' وہ لڑکھڑائے لہجہ میں پوچھ گئی تھی، اس نے ایک قدم پیچھے لیا تھا اس کی جھیل سی آنکھوں میں جھانکا تھا، جو ہراس کے سبب مزید حسین لگ رہی تھیں، چھلکنے کو بے تاب تھیں۔

''میں تمہیں اغواء کرلوں گا۔'' وہ سرد لہجہ میں بولا تھا، اسے ایک جھرجھری سی اپنے جسم میں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

''یاد رکھنا پر یہاں میں اشعل کے لئے کسی بھی حد تک جاسکتا ہوں، کیونکہ میرا بھائی میری زندگی میرے جینے کی وجہ ہے۔'' وہ اس کے خوف سے پڑتے زرد چہرے کو دیکھ کر بول رہا تھا، وہ آگے سے کچھ بھی کہنے کی پوزیشن میں ہی نہیں رہی تھی۔

''اور میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں اور تمہارے حصول کے لئے بھی میں کسی بھی حد تک جاسکتا ہوں۔'' اس کی آنکھوں میں یکدم نرمی اتر آئی تھی مگر اس نے کہاں محسوس کی تھی وہ تو لفظ محبت پر ہی اٹک گئی تھی، اس سے وہ یہ تک نہیں پوچھ پائی تھی کہ ایک ہی ملاقات میں اسے محبت کیسے ہوگئی تھی، وہ بھی اتنی شدید کہ وہ اس کے حصول کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔

''میں آپ کی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتی، پہلے ہی موڑ پر میں اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں۔'' وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوفی سے بولی تھی۔

''مجھے تم سے اتنی ہی سمجھداری کی توقع تھی۔'' وہ مسکرایا تھا۔

''آپ طاقت کے بل پر کیس بند کرواسکتے ہیں، اپنے بھائی کو بچا سکتے ہیں، آپ دنیا کی ہر شے اپنی طاقت اور دولت سے حاصل کرسکتے ہیں یہاں تک کہ مجھے بھی حاصل کرسکتے ہیں گردیزی صاحب۔'' وہ اس کی مسکراہٹ کو طنز بھری نگاہ سے دیکھتی نہایت سرد لہجہ میں گویا تھی وہ اس کے بے تاثر چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

''آپ کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں، آپ طاقت کے بل پر مجھ جیسی غریب لڑکی کو زندگی بھر کے لئے ہی نہیں چند گھنٹوں کے لئے بھی حاصل کرسکتے ہیں کہ آپ طاقتور بااثر ہیں اور میرے پاس میرے خاندان کے پاس عزت کے سوا کچھ نہیں ہے۔'' وہ کہہ رہی تھی اسے یہ بھی پرواہ نہیں تھی کہ وہ گلی میں کھڑی ہے کوئی اسے یوں ایک غیر مرد سے باتیں بگھارتا دیکھ سکتا ہے۔

''اور ہم عزت کی خاطر جان دے سکتے ہیں، سولی پر چڑھ سکتے ہیں، کڈنیپ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی آپ کو، میں آپ سے نکاح کے لئے تیار ہوں۔'' وہ کم عمر بے حیثیت لڑکی کیسے اسے بھگو بھگو کر مار رہی تھی، اس کے لفظ کیا تھے انگارے تھے اجل گردیزی کی روح تک جھلستی جا رہی تھی جب وہ بول رہا تھا تو وہ چپ تھی اور اب وہ بول رہی تھی تو وہ چپ ہوگیا تھا۔

''مگر یہ بات آپ تاعمر یاد رکھیئے گا کہ میں نے محبت صرف قمبر عالم سے کی ہے، وہ میری روح میں بستا ہے اور آپ اپنی طاقت سے میرے شوہر کے قاتل کو انجام سے بچا سکتے ہیں، مجھ تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں، مگر میرے دل سے میرے شوہر کی محبت کو نہیں نکال سکتے، طاقت کے بل پر آپ میری محبت حاصل نہیں کرسکتے۔''

وہ ایک کٹیلی سرد نگاہ اس کے حسین چہرے پر ڈالتی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی، اس نے گھر آکر بہت سوچا تھا اور اس کے ذہن و دل نے اسے یہی

سمجھایا تھا کہ شادی ہو جانے دو شادی کے بعد سوچ بدل جائے گی، ابھی محبت نہیں ہے، شادی کے بعد ہو جائے گی، وہ خوش گمانی کے گھوڑے پر سوار بے حد آسانی کے ساتھ پریہان کو اپنے گھر رخصت کرا لایا تھا اور جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا ایک ایک کر کے خوش گمان تتلی اڑتی جارہی تھی اور اسے برزخ میں اتارتی جارہی تھی۔

☆☆☆

وہ دونوں ناشتہ کی ٹیبل پر موجود تھے وہ اشعل گردیزی کے انتظار میں اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا، اس نے اجمل گردیزی کے انتظار میں اس کا ساتھ دینے کے بجائے ناشتہ شروع کر دیا تھا، اس کا تقریباً آدھا ناشتہ ہو گیا تھا تب اشعل گردیزی کی بے فکر کھلنڈری آواز ڈائننگ ہال میں گونجی تھی۔

''گڈ مارننگ۔'' اجمل گردیزی نے مسکرا کر بھائی کو دیکھا تھا جبکہ وہ ادھورا ناشتہ چھوڑ کر اٹھ گئی تھی۔

''پریہان بیٹھ کر ناشتہ مکمل کرو۔'' اسے پریہان کی حرکت بہت بری لگی تھی، گزشتہ ہفتہ سے یہی ڈرامہ ہو رہا تھا جہاں اشعل ڈائننگ ہال میں آیا وہیں وہ ڈائننگ ہال سے باہر، وہ اسے اکیلے میں سمجھا چکا تھا وہ سمجھتی تو کیا خاک ان دونوں کی خوب بحث ہوئی تھی اور کل رات ہی تو اشعل نے اس سے کہا تھا کہ شاید بھابھی اسے پسند نہیں کرتیں تب ہی اس سے بات نہیں کرتیں، اس کے کچھ پوچھنے یا بات کرنے کی کوشش کرنے پر محض ایک گھوری ڈال کر آگے بڑھ جاتی ہے، اشعل کے شکووں کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ اس وقت اس کے اٹھ کر جانے پر برہم ہو گیا تھا اور وہ جو رات ان دونوں بھائیوں کی گفتگو سن چکی تھی اس وقت ظاہر نہیں کیا تھا مگر اسی کے پیش نظر وہ بھڑک کر بولی تھی۔

''آپ جانتے ہیں میں اس شخص کی موجودگی میں یہاں ایک لمحہ نہیں ٹھہروں گی، ناشتہ کرنا تو دور کی بات ہے۔'' وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوفی سے بولی تھی۔

''تم حد سے بڑھ رہی ہو پریہان۔'' وہ اس کے چیخنے پر نہایت اشتعال میں آچکا تھا۔

''ابھی میں کچھ بولی ہی نہیں ہوں تو حد سے بڑھتی ہوئی لگ رہی ہوں گر جو میں بول پڑی تو آپ کا یہ قاتل بھائی۔'' وہ بدلحاظ ہوئی تھی اور وہ اس پر ہاتھ اٹھا گیا تھا۔

''ایک لفظ مزید بولیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔'' وہ دھاڑا تھا اس نے رخسار پر ہاتھ رکھے ایک ناراض بے بس نگاہ اس پر ڈالی تھی اور خاموش تماشائی بنے اشعل کو نفرت سے دیکھتی وہاں سے تقریباً بھاگتے ہوئے نکلی تھی، اشعل بھائی کے سامنے آگیا تھا۔

''مجھے نہیں تھا اندازہ کہ بھابھی سب جانتی ہیں اس لئے وہ مجھے ناپسند کرتی ہیں۔'' اشعل گردیزی کا چہرہ بے حد سرخ ہو رہا تھا اور اس نے اپنے طور پر تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ پریہان کو بھی سنا دیا تھا اور تحمل کی تاکید بھی کی تھی مگر وہ ایک ہفتہ میں ہی اسے ادھوری سچائی بتا گئی تھی، اجمل گردیزی جو اس کے تیور دیکھ چکا تھا اس کے بعد اس نے بھائی کو مکمل سچائی بتانے کا فیصلہ کر لیا تھا، جسے سن کر اشعل سکتے میں آگیا تھا۔

''اتنی بڑی سچائی آپ نے مجھ سے چھپائی۔'' اس کے چہرے پر غصہ کی لہریں صاف محسوس ہو رہی تھیں۔

''میں نے تمہاری بھلائی کے خیال سے کیا جو بھی کیا۔'' وہ بھائی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ گیا تھا اشعل نے بھائی کا ہاتھ ہٹایا تھا اور نکلتا چلا گیا

تھا یہ زندگی میں پہلی دفعہ ہوا تھا کہ اشہل ناشتہ کیے بغیر اس سے خفا ہو کر گھر سے نکل گیا تھا وہ غم و غصہ سے کھولتا اپنے کمرے میں آیا تھا وہ تکیہ پر سر رکھے اوندھی پڑی تھی۔

''پریہان!'' اس نے غصہ سے اسے پکارا تھا اس نے سیدھے ہوتے ہوئے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا اور وہ اس کا بھیگا چہرہ دیکھ دھیما پڑ گیا تھا۔

''تم اچھا نہیں کیا پریہان۔'' وہ بے بسی سے کہتا بیڈ کے کنارے پر آ بیٹھا تھا۔

''آپ نے میرے ساتھ اچھا کیا ہے؟'' وہ الٹا سوال کر گئی تھی۔

''میں نے پہلی نگاہ کی محبت کی ہے تم سے پری، یوں میری محبت کو نہ آزماؤ، میں اشہل کو دکھی نہیں دیکھ سکتا، میں تمہیں روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔'' وہ اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔

''اشہل کو دکھی نہیں دیکھ سکتے تو اپنی طاقت کا استعمال کریں آپ اور اس کے لئے بازار سے خوشیاں خرید لائیں۔'' وہ اپنا ہاتھ چھڑائے بنا گہرے سکون سے بولی تھی اور وہ اس کا ہاتھ آزاد کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

''تم میرے ضبط کو آزما رہی ہو۔'' وہ لب بھینچ کر غرایا تھا۔

''ضبط تو میرا بھی آپ آزما رہے ہیں، اپنے شوہر کی موت کے ذمہ دار شخص کے سامنے رہتے میں آزمائش سے ہی تو گزر رہی ہوں۔'' اس کے سکون میں کمی نہ آئی تھی۔

''یہ مت بھولو میں تمہارا شوہر ہوں، اس شخص سے اب تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔'' وہ اس کو ناگواری سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

''ہر تعلق ختم ہو سکتا ہے گردیزی صاحب، اگر کوئی تعلق جو نہیں ٹوٹتا، مر کر بھی ختم نہیں ہوتا تو وہ قلب کا تعلق ہے، میرے دل میں کل بھی قمر کی محبت بستی تھی، آج بھی میں صرف قمر سے محبت کرتی ہوں۔'' وہ بڑے سکون سے بولی تھی، شادی کی رات اس کا رویہ اس قدر نارمل تھا کہ اجمل گردیزی مطمئن ہو گیا تھا، مگر اب وہ دھیرے دھیرے اس کا اطمینان غارت کر رہی تھی۔

''تمہیں شرم آنی چاہیے پریہان، میرے نکاح میں ہو اور کسی غیر مرد کی محبت کا دم بھر رہی ہو۔'' وہ ذلت و رہانیت کے احساس سے سلگتا ہوا بول ہی تو پڑا تھا، وہ دھیمے سے ہنس دی تھی۔

''میں اتنی ہی بے شرم ہوں گردیزی صاحب، آپ کو شادی کرنے سے پہلے ہی بتا چکی تھی تو اب یہ شکوہ کیوں۔'' وہ اس کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔

''میں نرمی سے پیش آ رہا ہوں اس لئے تمہارے نخرے ہی کم نہیں ہو رہے۔'' وہ اس کا بازو دبوچ گیا تھا۔

''نرمی سے پیش آ رہے ہیں آپ، سختی سے پیش آئیں گے؟'' وہ پل پل اس کے اضطراب میں اضافہ کر رہی تھی اور وہ اس کا بازو چھوڑ کر کمرے سے ہی نکل گیا تھا اور وہ بیڈ پر گری ایک بار پھر رونے لگی تھی۔

☆☆☆

''تم خوش ہو پری!'' سامعہ اس سے ملنے آئی تھی۔

''قمر سے بچھڑ کر کیا میں خوش ہو سکتی ہوں؟'' وہ سامعہ کو نم آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی۔

''قمر بھیا تمہاری زندگی سے بہت دور جا چکے اب، تم کسی کی بیوی ہو ان کا خیال ذہن و دل سے نکال دو۔'' سامعہ نے اسے سمجھایا تھا۔

''بھول جانا چاہتی ہوں میں، لیکن بھول ہی نہیں پا رہی، بھولنے کی چاہ اسے اور یاد کروا دیتی

ہے۔'' وہ سسکنے لگی تھی، ایک ماہ فقط ایک ماہ میں اس کا ضبط بکھرنے لگا تھا۔

''کچھ دن تک رمضان شروع ہو رہے ہیں، تم اس ماہ مبارک میں اللہ سے اپنے لئے سکون اور قمر بھیا کی مغفرت کی دعا کرنا پری، سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' سامعہ اس کے رازوں کی امین تھی، اسے سمجھانے کے بجائے اس نے ایک نئی راہ دی تھی اور وہ اس بار دو دن رہنے کے بعد جب گھر دیزی مینشن پہنچی تھی تو پہلے سے زیادہ خاموش تھی، اشھل گردیزی نے خود ہی اس کے سامنے آنا چھوڑ دیا تھا اور یہ بات اجمل گردیزی کے لئے نہایت تکلیف دہ تھی، اس کی زندگی ایکدم ہی تبدیل ہو کر رہ گئی تھی، ایک طرف اس کا جان سے عزیز بھائی تھا، اسے یاد تھا کہ جب اس کی ماما کی ڈیتھ ہوئی تھی وہ پندرہ سال کا تھا اور اشھل محض تین برس کا، اس کے ڈیڈی کو اس کی ماما سے بے حد محبت تھی، اس لئے انہوں نے دوسری شادی نہیں کی تھی اور بزنس کی مصروفیات ایسی تھیں کہ وہ دونوں بیٹوں پر بہت زیادہ توجہ نہیں دے پاتے تھے اس لئے اجمل چھوٹے بھائی سے بہت اٹیچ ہو گیا تھا اس نے ایک ماں کی طرح اس کا خیال رکھا تھا اشھل کی تربیت و پرورش میں اجمل کا ہی زیادہ ہاتھ تھا اور چھ سال قبل جب اس کے ڈیڈی کی وفات ہوئی تھی اس کے بعد سے وہ اشھل کے لئے مزید حساس ہو گیا تھا اور اب زندگی اسے یوں آزما رہی تھی ایک طرف اس کا جان سے عزیز بھائی تھا اور دوسری طرف وہ لڑکی جس کے لئے اس نے محبت کو محسوس کیا تھا اور وہ دونوں فاصلے پر تھے، پریہان کا اس کو دیکھ کر نفرت سے رخ موڑنا اشھل کا بھابھی سے کترا کر ملنا، سب کچھ اسے تکلیف دے رہا تھا، مگر وہ کر کچھ نہیں سکتا تھا، وہ

پریہان کو سمجھانے میں ناکام ہو چکا تھا وہ اس سے جب بھی کہتا کہ وہ اشھل کے ساتھ نارملی بی ہیو کرے وہ غصہ کرنے لگتی تھی، وہ عجب منجدھار میں پھنس گیا تھا دونوں کو ہی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا مگر دونوں کو ہی تکلیف میں دیکھ رہا تھا، ضبط سے گزر رہا تھا۔

☆☆☆

رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو گیا تھا، اس کی ماما صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں، اس کے ڈیڈی بھی نماز کا خیال رکھتے تھے، پورے تو نہیں مگر چند ایک روزے رکھتے ہی تھے، اسے بھی روزہ رکھنے کی عادت تھی اور ڈیڈی کی وفات کے بعد سے تو وہ نماز روزہ کا کافی خیال خود بھی رکھنے لگا تھا اور اشھل پر بھی نگاہ رکھتا تھا کہ اس نے نماز پڑھی کہ نہیں، پریہان نے الارم لگایا تھا اور الارم کی آواز پر جاگ کر وہ فریش ہو کر ڈائننگ ہال میں پہنچی تھی اس نے رات ہی ملازمہ کو سحری میں کیا کھانا ہے بتا دیا تھا، اس نے زندگی کی پہلی سحری اکیلے بیٹھ کر کی تھی، وہ دودھ کا خالی گلاس رکھ کر پلٹی تھی کہ اس کی نظر اجمل گردیزی پر پڑی تھی، اسے اس وقت اس کے جاگنے کی امید نہ تھی وہ حیران ہوئی تھی مگر دوسرے ہی پل وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی، ان دونوں بھائیوں نے مل کر رمضان المبارک کے پہلے روزے کی سحری کی تھی پریہان کو کہاں امید تھی کہ وہ دونوں روزے رکھتے ہوں گے وہ بے حد حیران ہوئی تھی اس کے ذہن میں یہی آیا تھا کہ شاید وہ پہلا روزہ رکھ لیتے ہوں، مگر چند دنوں میں ہی اس کی غلط فہمی دور ہو گئی تھی، وہ صرف پہلا رکھنے کے نہیں وہ تو تمام روزے باقاعدگی سے رکھنے کے عادی معلوم ہوتے تھے، پہلا روزہ افطار ہونے میں کوئی دس منٹ رہ گئے تھے اور اشھل گھر نہیں آیا تھا، اجمل

گردیزی اس کے لئے پریشان ہو رہا تھا کہ وہ پانچ منٹ قبل چلا آیا تھا، اس نے ملازمہ کو جوس کا گلاس اور ایک کھجور کمرے میں لانے کا کہا تھا اور آگے بڑھ گیا تھا مگر اسے پریہان کی آواز پر رک جانا پڑا تھا۔

''افطاری ساتھ کرنے میں برکت ہوتی ہے۔'' اس نے حیرت سے پریہان کو دیکھا تھا وہ یا انجل کچھ کہتے کہ اذان مغرب ہونے لگی تھی اور وہ اشھل کو آنے کا اشارہ کرتی ٹیبل پر چلی آئی تھی وہ دونوں بھی آ بیٹھے تھے، وہ ڈیڑھ ماہ سے اس گھر میں تھی اور پہلی دفعہ وہ اور اشھل ایک ساتھ ڈرائننگ ہال میں موجود تھے، روزہ افطار کرتے انجل گردیزی نے ان لمحات کو قائم رہنے کی دعا کی تھی اور پرسکون سا نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے چلا گیا تھا اور دھیرے دھیرے وہ سحری بھی ساتھ کرنے لگے تھے۔

پندرہ روزے گزر گئے تھے، انجل گردیزی نے اسے عید کی شاپنگ کے لئے بازار چلنے کا کہا تھا مگر وہ معذرت کر گئی تھی، اس نے بھی پریہان سے بحث کرنا یا الجھنا مناسب نہیں سمجھا تھا، انیسویں روزے کی شب اس نے انجل گردیزی سے اعتکاف میں بیٹھنے کی اجازت طلب کی تھی، اسے کیا اعتراض ہو سکتا تھا وہ بہ خوشی اجازت دے گیا تھا اور اس کے کہنے پر کہ وہ اپنی امی کے گھر رہ کر اعتکاف کرنا چاہتی ہے، بڑی خاموشی سے اسے میکے چھوڑ گیا تھا، وہ بہت کم بولتی تھی، ضرورتاً ہی اس سے بات کرتی تھی مگر اس کے وجود کا وہ عادی ہو گیا تھا، اسے اپنا کمرہ سنسان لگنے لگا تھا، افطار پر اسے کھنکتی چوڑیاں یاد آ جاتی تھیں، سحری میں نیند سے بوجھل پلکیں، یوں آنکھوں کے سامنے آئی تھیں کہ وہ ادھوری سحری چھوڑ کر اٹھ جاتا تھا، وہ ہر نماز میں دعا کرتا تھا کہ

پریہان اس کے بھائی کو سچے دل سے معاف کر کے اسے اپنا لے، اس کی محبت کو اپنا لے، اس نے رمضان کے آخری دس روزے پریہان کو یاد کرتے اس کے لئے عید کی شاپنگ کرتے ہوئے گزارے تھے اس کی بس یہی دعا تھی کہ وہ اس کی زندگی میں اب ایسے لوٹ کر آئے کہ دوری کا احساس نہ رہے، ساری دوریاں مٹ جائیں۔

انتیسواں روزہ تھا یہی امید تھی کہ آج چاند رات ہو جائے گی، اس نے ٹی وی کھولا ہوا تھا آٹھ بجے کے قریب اناؤنس ہو گیا تھا کہ کل پاکستان بھر میں عید الفطر روایتی جوش و جذبے کے ساتھ منائی جائے گی، مسکراتی ہوئی نیوز کاسٹر پیشگی عید مبارک کہہ رہی تھی اور اس کی آنکھوں کے سامنے پریہان کا چہرہ گھومنے لگا تھا، اس نے ملازمہ کو آواز دی تھی کچھ ہدایات دے کر وہ اشعل کے کمرے کی طرف چلا آیا تھا اس نے بھائی کو گلے لگا کر چاند مبارک کہا تھا اور اشعل کو پریہان کو لینے جانے کا بتایا اور گھر والوں سے مل کر وہ پریہان کو لے کر گاڑی میں آ بیٹھا، راستہ بھر وہ دونوں ہی خاموش تھے کہ اچانک پریہان کی آواز پر اس کا پیر بریک پر جا پڑا تھا، وہ اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہیں اجمل۔'' وہ مسکرائی تھی اور اس کی حیرت دو چند ہو گئی تھی۔

''آپ مجھے گھر جا کر دل بھر کر دیکھ لیجئے گا فی الحال تو مجھے لے کر بازار چلیں، مجھے کانچ کی رنگ برنگیاں چوڑیاں دلائیں اور مہندی بھی لگوائیں۔'' وہ شادی کے مختصر عرصہ میں پہلی بار مسکراتے چہرے کے ساتھ اس سے کوئی فرمائش کر رہی تھی اجمل کی آنکھیں جھلملا گئی تھیں، اسے اپنی دعاؤں کے اتنی جلدی مستجاب ہو جانے کی بے حد خوشی تھی، وہ پریہان کا ہاتھ تھام کر اس پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔

''شکریہ پریہان۔'' وہ اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر نظر جھکا گئی تھی، اس کا ان دونوں بھائیوں کے ساتھ رویہ کچھ زیادہ اچھا نہیں تھا، اشعل کے ساتھ ناروا سلوک کرنا، اجمل سے الجھنا معمول کی باتیں تھیں، مگر رمضان کے آغاز پر اسے پتہ چلا تھا کہ وہ دونوں بھائی اس قدر بھی برے نہیں، جتنا وہ گمان کیے بیٹھی تھی، پہلے روزہ کو تراویح کے بعد جب وہ ملازمہ کو ہدایت دیتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی اشعل اس کے سامنے آ گیا تھا، وہ بے حد شرمندہ تھا، اپنی لاپرواہی اور جرم کا اعتراف کر رہا تھا وہ اس وقت تو اس سے کچھ نہیں بولی تھی مگر دھیرے دھیرے اس پر ان دونوں کی ہی خوبیاں کھل رہی تھیں، وہ جوان دونوں کو ہی بگڑے ہوئے امیر زادے سمجھتی تھی اس پر منکشف ہوا تھا کہ وہ دونوں ہی نماز روزے کے پابند ہیں، اجمل گردیزی صدقہ و خیرات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ اس نے بیوہ عورتوں کی کفالت کے لئے مختص کیا ہوا تھا وہ دولت مند تھا مگر اسے اپنی دولت پر گھمنڈ نہیں تھا اس نے طاقت و دولت کو استعمال کیا تھا تو صرف اپنے بھائی کے لئے کہ وہ اس کا دنیا میں واحد سہارا تھا اور جس وقت پریہان اس کے گھر آئی تھی وہ وہی لڑکی تھی جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا اس لئے اس نے شادی کی بات کر ڈالی تھی اور قمر عالم کے گھر جا کر اس نے نیک نیتی کے ساتھ خون بہا کی بات کی تھی، وہ مجموعی طور پر ایک اچھا انسان تھا اس میں ہی چند ایک مخصص خامیاں تھی وہ جو سوچے ہوئے تھی کہ وہ اسموکنگ، ڈرنکنگ کرتا ہو گا اس کے لئے لڑکیوں کے ساتھ افیئر ز ہوں گے اس کی ہر ایک سوچ باطل ہو گئی تھی اس نے اپنی واحد غمگسار

سامعہ کو سب کچھ بتا دیا تھا حالات اور واقعات بھی اور اپنی سوچ بھی اور سامعہ نے اسے یہی سمجھایا کہ وہ کفران نعمت نہ کرے قمبر اس دنیا میں نہیں رہا وہ زندگی میں اسے بھول کر آگے بڑھ جائے، اسے سامعہ کی بات ٹھیک لگی تھی مگر عمل نہیں کر پا رہی تھی، اس نے اعتکاف کا سوچا تھا اور عبادت کے دوران اس نے رب سے اپنے لئے سکون مانگا تھا اس نے اشھل کو دل سے معاف کر دیا تھا اور اجل کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھنے کا فیصلہ کرتی مطمئن ہو گئی تھی اس نے چوڑیوں اور مہندی کی فرمائش کی تھی اور اجل کا چہرہ جس طرح کھل اٹھا تھا اسے اپنے گزشتہ رویے پر ندامت ہونے لگی تھی۔

''آئی ایم سوری اجل۔'' وہ نم لہجہ میں بولی تھی۔

''تم حق پر تھیں پری۔'' وہ مسکرا دیا تھا اور وہ مطمئن ہو گئی تھی وہ اس کے لئے پہلے ہی شاپنگ کر چکا تھا مگر اب اسے اس کی پسند کی چیزیں دلا رہا تھا اور وہ ایک جینٹس شاپ میں آ گئی تھی، اجل نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

''آپ کے اور اشھل کے لئے عید کا تحفہ لینا ہے۔'' اجل کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی تھی، وہ اشھل کا ذکر اتنی محبت و احترام سے کر رہی تھی کہ اجل کا دل رب کی رحمت و نعمتوں کے آگے سجدہ کرنے لگا تھا۔

''پسند میری ہو گی، پیمنٹ آپ نے کرنی ہو گی۔'' وہ مسکرائی تھی اور وہ اس کے ساتھ مل کر کپڑے پسند کرنے لگا تھا، وہ دونوں ہنسی خوشی گھر لوٹے تھے اشھل ٹی وی پر کوئی پروگرام لگائے بیٹھا تھا اس نے قدرے جھجک کر پریہان کو سلام کیا تھا جس کا اس نے بڑی گرمجوشی سے جواب دیا تو وہ متحیر ہو گیا تھا۔

''جو بیت گیا اسے بھول جاؤ اشھل زندگی کی اصل خوبصورتی مل جل کر رہنے میں ہے۔'' وہ اس کی حیرت کے جواب میں نرمی سے بولی تھی اور ایک گفٹ اس کی طرف بڑھایا تھا جسے وہ شکریہ کے ساتھ تھام گیا تھا، مطلع صاف ہو چکا تھا اجل بھائی اور بیوی کو خوش دیکھ کر خوش ہو رہا تھا، اشھل نے ابھی آنے کا کہہ کر اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی تھی اور جب لوٹ کر آیا تھا تو اس کے ہاتھ میں ایک گفٹ پیک تھا۔

''یہ آپ کے لئے ہے۔'' وہ بھابھی کو احترام سے دیکھ رہا تھا۔

''یہ تم نے کب لیا؟'' اجل گردیزی نے حیرت سے بھائی کو دیکھا تھا۔

''دو دن پہلے ہی لے لیا تھا۔'' وہ مسکرا کر بتا رہا تھا اس نے گفٹ اوپن کیا تھا، ایک سیاہ کشمیری چادر تھی وہ اشھل کا شکریہ ادا کر گئی تھی اور جس

وقت کمرے میں آئی تھی اس کا استقبال پھولوں نے کیا تھا وہ بیڈ پر بکھرے گفٹس کو دیکھتی اسجل گردیزی کے مسکراتے چہرے کو دیکھنے لگی تھی۔

''مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا اسجل کہ معاف کر دینے کے بعد زندگی اتنی حسین ہو جاتی ہے۔'' وہ مطمئن نظر آ رہی تھی اور اسجل نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے بتا دیا تھا کہ اس نے پہلی دفعہ اسے کہاں دیکھا تھا اور کیسے اس کے لئے خوار ہو رہا تھا، وہ پریہان سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا تب وہ بول پڑی تھی۔

''اسجل! میں نے صرف قمبر سے محبت کی ہے، لیکن میں اسے بھلا کر زندگی میں آپ کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتی ہوں، اگر کبھی میری طرف سے کوئی زیادتی ہو جائے تو پلیز درگزر سے کام لیجئے گا کہ میں قمبر کے بچھڑنے کے بعد تو جی گئی، آپ کو کھو کر جی نہیں پاؤں گی۔'' وہ نم آنکھوں کے ساتھ اس کے سامنے تھی اس نے پریہان کے مہندی سے سجے حسین ہاتھ تھام لئے تھے اور اپنی محبت اور اپنے ساتھ کا اسے یقین بخشا تھا، آج کی چاند رات ہی نہیں ان دونوں کا یقین تھا صبح عید بھی ان کے لئے روشن محبت کا سویرا لے کر طلوع ہونے والی ہے کہ جو لوگ دوسروں کی برائیوں کو نظر انداز کر کے اچھائیوں پر نظر رکھتے ہیں دوسروں کو معاف کر کے زندگی میں آگے بڑھتے ہیں ان کے لئے زندگی سہل ہو جاتی ہے، اسجل گردیزی نے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

''چاند کو چاند رات مبارک ہو۔'' اور وہ کھلکھلا دی تھی، اسجل گردیزی نے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ لیا، عہد کیا تھا کہ وہ اسے یونہی ہنستا مسکراتا رکھے گا اس کے باعث اس کی زندگی میں کوئی دکھ تکلیف نہیں آئے گی۔

☆☆☆

صبح عید بڑی چمکیلی طلوع ہوئی تھی وہ اسجل کے جاگنے سے قبل ہی جاگ اٹھی تھی اور تیار ہو کر وہ کچن میں چلی آئی تھی اس نے کچن میں کچھ بنانے کے لئے آج پہلی دفعہ قدم رکھا تھا، عید کی سوغات شیر خورامہ تیار کیا تھا اور وہ دونوں بھائی جس وقت عید کے کپڑے پہن کر لاؤنج میں آئے تھے اس نے ان دونوں کا مسکرا کر استقبال کیا تھا، وہ دونوں بھائی کھجور اور شیر خورمہ کھا کر عید کی نماز کے لئے چلے گئے تھے، اس نے اپنی نگرانی میں ملازمہ سے کھانا بنوایا تھا اس نے اسجل گردیزی سے ہی نہیں اشعل سے بھی عیدی لی تھی جبکہ اس نے صاف کہا بھی تھا کہ وہ بھابھی ہے عیدی تو اسے دینی چاہیے مگر وہ صاف کہہ گئی تھی کہ عیدی بہن اور بھابھی کا حق ہوتا ہے، اسجل گردیزی اس کے اس حسین بے تکلف زندگی کے شیریں روپ کو دیکھ کر رب کا شکر ادا کرتا اسے لئے اس کے میکے چلا آیا تھا، وہ بے حد خوش تھی اس نے معاف کر کے زندگی کی حقیقی خوشیاں پا لی تھیں، ڈرائیونگ کرتے اسجل گردیزی نے اسے یاد دلایا تھا کہ اس نے اب تک اسے عید مبارک نہیں کہا جبکہ وہ اس سے عیدی بھی وصول چکی تھی، مگر وہ کہاں توجہ دے رہی تھی وہ اس کے حسین روپ کو دیکھ رہا تھا سبز رنگ کے اسٹائلش سوٹ میں سلیقہ سے کیا میک اپ بھر بھر کانچ کی سبز چوڑیاں مہندی سے سجے خوبصورت ہاتھ، اسجل گردیزی کو زندگی حسین لگنے لگی تھی، وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ اسے عید کی مبارک دے مگر وہ ان سنا کر رہی تھی، اس نے اب کے مصنوعی خفگی دکھائی تھی اور وہ مسکرا کر اسے عید مبارک کہہ گئی تھی، زندگی مسکرانے لگی تھی کہ زندگی کا اصل مزہ روٹھنے منانے میں ہی ہے۔

☆☆☆